کندمالا

چوتھی صدی عیسوی کا
ایک سنسکرت ڈراما

مصنّف
دن نگا آچاریہ

مترجم
صمدانی نقوی

انجمن ترقی اردو
اردو روڈ۔ کراچی

کندمالا

(چنبیلی کا ہار)

چوتھی صدی عیسوی کا
ایک سنسکرت ڈراما

مصنّف
دن نگا آچاریہ
مترجم
صمدانی نقوی

انجمن ترقی اردو
اردو روڈ۔ کراچی

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۳۳۰

اشاعت اول	۱۹۶۷ء
طباعت	انجمن پریس کراچی
زیراہتمام	محمد مصلح الدین سعدی

قیمت

دو روپے پچاس پیسے

انتساب

اپنے پیارے دوست خواجہ معین الدین کے نام
جن کی ذات سے اردو ڈرامے اور اسٹیج کی آبرو قائم ہے

مندرجات

تعارف	ممتاز حسن	۳
مقدمہ	صمدانی نقوی	۷
کند مالا (ڈرامہ)	تصنیف ۔ دن نگا اچاریہ	۲۵

کند مالا

(چنبیلی کا ہار)

چوتھی صدی عیسوی کا ایک سنسکرت ڈراما

تصنیف

دن نگا آچاریہ

تعارف

ممتاز حسن

مقدمہ و ترجمہ

صمدانی نقوی

تعارف

ممتاز حسن

'کند مالا' کا ڈرامہ سنسکرت کے کلاسیکی ادب میں ایک مستقل اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے مگر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ تمثیل نگاری کا یہ شاہکار ایک بڑی حد تک زمانے کی غفلت اور بے پروائی کا شکار رہا ہے۔ حتیٰ کہ آج اس کے مصنف کا نام بھی ہمیں یقینی طور پر معلوم نہیں۔ اگر وہ کالیداس کا ہم عصر تھا تو بہت ممکن ہے کہ یہ ہم عصری ہی اس کی شہرت کی تباہی کا باعث بن گئی ہو۔ بہر حال واقعہ یہ ہے کہ یہ ڈرامہ ایک عرصہ دراز تک پردۂ گمنامی میں رہا۔ اب کچھ عرصے سے اہل علم و ادب کی توجہ اس کی طرف مبذول ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ دور پیشیں کی نا انصافیوں کی ایک حد تک تلافی ہو سکے۔ صمدانی صاحب کا ترجمہ اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

یہ ترجمہ دو لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ 'کند مالا' کا اردو ترجمہ ہے۔ دوسرے یہ کہ سنسکرت ادب کے ترجمے اردو میں اتنے کم ہیں کہ ان میں ایک کا اضافہ بھی غنیمت ہے۔ اس وقت تک ارباب اردو نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں فرمائی۔ جہاں انگریزی، فرانسیسی اور دوسری یورپین زبانوں کے سینکڑوں ترجمے موجود ہیں، وہاں سنسکرت کے ترجمے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ بیتال پچیسی اور سنگھاسن بتیسی جیسے تفریحی

قصوں سے قطع نظر کیجئے تو کچھ زیادہ باقی نہیں بچتا ۔ شکنتلا کا ترجمہ ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری نے کیا ھے ۔ وکرم اروسی کا عزیز مرزا مرحوم نے ، میگھ دوت کا اقبال ورما سحر ھتگامی نے ، گیتا کا جعفر علی خان اثر نے اور کمار سنبھو اور مدرا راکھشس کا بشیشور ناتھ منور لکھنوی نے ۔ ان کے علاوہ رامائن کے کچھ حصے کا ترجمہ غالباً برج نرائن چکسبت مرحوم نے کیا تھا۔ مہا بھارت کے بعض حصوں کا ترجمہ بھی کیا گیا ھے ۔ ایک آدھ پران بھی اُردو میں منتقل ھوا ھے ۔ شاید ان سب کے علاوہ اور ترجمے بھی موجود ھوں مگر ان کا وجود بھی تحقیق و تفتیش کا طالب ھے ۔ یہ چیز نہ اردو کے لئے فخر کی بات ھے ، نہ مسلمانوں کے لئے ، ذرا غور کیجئے کہ جس قوم نے ابو ریحان البیرونی کے پائے کا سنسکرت کا عالم پیدا کیا ھو اور جس کے دور انحطاط میں بھی غلام علی آزاد بلگرامی جیسے فاضل ، متبحر ، سنسکرت کی روایت کو زندہ رکھنے کے لئے موجود ھوں ، جس کی تاریخ فیروز شاہ تغلق اور جلال الدین اکبر جیسے بادشاھوں اور دارا شکوہ جیسے شاھزادوں کی سنسکرت نوازی سے بھر ھو ، آج پاکستان میں وہ قوم دو تین اھل علم سے زیادہ نہیں رکھتی جنھیں سنسکرت سے واقفیت ھو ۔ اس کم مایگی پر جتنا افسوس بھی کیا جائے ، بجا ھے ۔

کند مالا کے مترجم صمدانی نقوی عثمانیہ یونیورسٹی کے گریجویٹ ھیں ۔ ادب سے زمانۂ طالب علمی سے دلچسپی رکھتے ھیں ۔ وقتاً فوقتاً متعدد افسانے اور مضامین ان کے قلم سے نکلے ھیں جو مختلف رسائل میں شائع ھو چکے ھیں ۔ مذھب اور ادب کا مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ ھے ۔ ایک قلندر طبع ، وسیع مشرب انسان دوست انسان ھیں ۔ روزگار کا غم غلط کرنے کے لئے ایک کاروباری ادارے کی ملازمت اختیار کر لی ھے ۔ مگر یہ ملازمت ان کے مشاغل میں حائل نہیں ھے ۔ ترجمے میں یہ ان کا پہلا تجربہ نہیں ھے ۔ اس سے پہلے سامرسٹ مام کے ایک ناول کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں کر چکے ھیں ۔

صمدانی صاحب کو ترجمے میں ایک خدا داد ملکہ ہے۔ کند مالا کے ترجمے کی زبان سادہ سلیس اور شیریں ہے۔ ان کے انداز تحریر میں فارسی اور ھندی کے امتزاج نے ایک امتیازی دلکشی پیدا کر دی ھے اور یہ طرز تحریر سنسکرت ادب کے ترجمے کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔

' کند مالا ' کے نفس مضمون کے متعلق میرے لئے کچھ کہنا غیر ضروری ھے - مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ صمدانی صاحب نے اپنے دیباچہ میں کہہ دیا ھے۔ اس ڈرامے کے کرداروں کے احساسات اور تاثرات عام انسانی زندگی سے اتنے قریب ھیں کہ انھیں سمجھنے کے لئے سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ ' کند مالا ' کے مصنف نے دیوی دیوتاؤں کی سیرت نگاری نہیں کی ھے۔ ھمارے اور آپ جیسے انسانوں کی دلی کیفیات کی عکاسی کی ھے۔ مزید برآں صمدانی صاحب کا ترجمہ اس قدر رواں ھے کہ ترجمہ معلوم نہیں ھوتا۔ اس ڈرامے اور اس کے ترجمے کی خوبیوں کے اعتراف کے لئے اس کا پڑھ لینا ھی کافی ھے۔ مجھے یقین ھے کہ قارئین نہ صرف اس ترجمے سے حظ اٹھائیں گے بلکہ اردو ادب کی اس خدمت کے لئے جو صمدانی صاحب نے کی ھے ان کا شکریہ ادا کرنے میں بھی میرے ہم نوا ھوں گے۔

نیشنل بنک آف پاکستان
کراچی

ممتاز حسن

مقدمہ

(۱)

۱۹۲۳ء میں مدراس سے 'کند مالا' کی اولین اور باضابطہ اشاعت عمل میں لائی گئی جو رام کرشنا کوی، ایم - اے اور رام ناتھ شاستری کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ تھی - اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں، جے چند شاستری ایم - اے، ایم - او - ایل نے اس کی شرح سنسکرت زبان میں لکھی اور انگریزی ترجمے کے ساتھ اسے پنجاب سنسکرت بک ڈپو کی جانب سے شائع کروایا - اس نسخے میں ویدا ویاس ایم - اے، ایل - ایل - بی اور سارن داس بھانوت ایم - اے کے تنقیدی نوٹ بھی شامل ھیں - یہ گویا اس ڈرامے کی دوسری باضابطہ اشاعت تھی - اس اشاعت کے ٹھیک تین سال بعد، اے سی وولنر نے جو اس زمانہ میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور اورینٹل کالج لاھور کے پرنسپل تھے، راست سنسکرت زبان سے اس ڈرامے کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو بہت صاف ستھرا اور نکھرا ھوا تھا - ڈرامے کے سارے محاسن کا خوبی کے ساتھ اس میں احاطہ کر لیا گیا تھا اور نظم کے حصوں کو انگریزی میں منتقل کرتے ھوئے، اس کے اظہار بیان کی ندرتوں اور خیال کی شاعرانہ بلندیوں کو ان کی اپنی لطافتوں کے ساتھ باقی رکھنے کی کامیاب کوشش کی گئی تھی- یہ ترجمہ ۱۹۳۵ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ مطبوعات مشرق کی جانب سے، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے چھاپا اور شائع کیا - اس کے بعد تقریباً ربع صدی کی مدت گزر چکی ھے اور کند مالا بہ حیثیت ڈرامہ اب بھی دنیا کے اھل ذوق حضرات کے لئے محل توجہ ھے -

اس ڈرامے کی شرحیں اگرچہ بارھویں صدی عیسوی میں لکھی گئیں لیکن ان کوششوں کی حیثیت بالکل ابتدائی تھی اور اشاعت کے باضابطہ مراحل سے انھیں کوئی نسبت نہ تھی -

ڈرامے کے مصنف کے بارے میں مشرقی ممالک کی صوفیانہ کسر نفسی اور روایتی رمزیت پوری طرح کارفرما نظر آتی ہے - یہ وہی جذبہ ہے جو مشرق کے بہت سے تخلیق کاروں کو ہماری نظروں سے اوجھل رکھے ہوئے ہے - کوئی نہیں جانتا کہ اجنتا کے نقاش کون تھے ؟ ایلورا کے سنگتراشوں کے نام کیا تھے ؟ تاج کی صورت گری کس نے کی تھی ؟ ان حسن کاروں کے پاس ، ایسا معلوم ہوتا ہے ، تخلیق ہی ایک اول و آخر مقصد تھا ، شہرت اور نام و نمود کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی - انہوں نے اپنی جگر کاوی سے ، اپنے ذہن کے نور اور فطرت کی بلندیوں سے ایسے نقوش صفحہ ہستی پر مرتسم کر دئے جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے - نام سے انہیں کیا لینا تھا ! - جنوبی ہند کے اس ڈرامہ نگار کا خمیر بھی کچھ ان ہی عناصر سے مرکب تھا - اس کے نام کی کھوج میں ہماری تحقیق کے قدم ان دو قدیم نسخوں کی طرف جاتے ہیں جو تنجور اور میسور کی لائبریریوں میں زمانے کی دست برد سے کسی نہ کسی طرح بچ گئے ہیں - تنجور میں اس ڈرامے کا جو نسخہ ہے اس میں ڈرامے کے مصنف کا نام دھیرانگا بتایا گیا ہے جو انوپا رادھا کا رہنے والا تھا - میسور کا مخطوطہ نام اور مقام کے بارے میں مختلف روایت کا حامل ہے - اس کے افتتاحیہ میں مصنف کا تعارف کچھ اس انداز سے کروایا ہے - سوتر دھار یا اسٹیج مینجر کہتا ہے -

” حاضرین کا حکم ہے کہ میں کند مالا جو ارارا لاپورا کے ایک نامور شاعر دن نگا کی تصنیف ہے آپ کی خدمت میں پیش کروں - “

جہاں تک مقام کا تعلق ہے ' مسٹر وولنر کا خیال ہے کہ دونوں مسودات ناقابل اعتماد ہیں - انوپا رادھا یا ارارا لا پورا نام کے کوئی شہر دنیا کی تاریخ میں مشہور نہیں ہوئے - قیاس یہ کہتا ہے کہ انورا دھاپور ، کتابت کی غلطی یا الفاظ کے مسخ ہو جانے کی وجہ سے انوپا رادھا یا ارارالا پورا پڑھا گیا ہو - انورا دھاپور ، کسی زمانے میں سیلون کا پایہ تخت رہ چکا تھا اور بہت ممکن ہے کہ کند مالا کا مصنف وہیں کا متوطن ہو -

دھیرانگا نام کے کسی شخص سے تاریخ کے صفحات روشناس نہیں ہیں - البتہ دن نگا نام کے دو آدمی گزرے ہیں جن میں سے ایک بدھ مت کا مشہور فلسفی تھا جو پانچویں صدی عیسوی میں زندہ تھا اور دوسرا وہ شاعر ہے جس کا ذکر میگھ دوت کے شارحین نے کالی داس کے ہم عصر کی حیثیت سے کیا ہے -

ویدا ویاس اور سارن داس بھانوت کا خیال ہے کہ کند مالا کا مصنف بدھ مت کا فلسفی نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ اعتقاداً گنیش اور شیو جی کے گندھے ہوئے بالوں کا ذکر کرتا ہے - ان کی رائے میں یہ وہی شاعر ہے جو کالی داس کا ہم عصر تھا اور جس کا ذکر میگھ دوت کے چودھویں بند میں کیا گیا ہے -

ملی ناتھ نے جس نے بارھویں صدی میں اس ڈرامے کی شرح لکھی تھی' اس کے مصنف کا نام دن نگا چاریہ بتایا ہے اور اسے کالی داس کا پراتی پکسا یا ہم عصر اور حریف تسلیم کیا ہے -

یوں تو اس ڈرامے کی پہلی اشاعت کے ساتھ ہی ، سنسکرت ڈرامہ اور اسٹیج سے دل چسپی رکھنے والے حلقوں میں یہ خیال عام ہو گیا تھا کہ کند مالا اپنی قدامت میں شکنتلا کا ہم عصر ہے - ۱۹۳۴ع میں بھنڈارکر نے اس ڈرامے کی تاریخ تصنیف پر ایک تحقیقاتی مقالہ لکھا تھا جو " انلز آف دی بھنڈارکر اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ " کی جلد ۱۰ میں صفحہ ۲۳۸ پر شامل کر دیا گیا ہے - لیکن اپنی نارسائی کی وجہ سے میں اس مقالے سے استفادہ نہیں کر سکا- یہ صاحبان نقد و نظر کے ذوق و شوق اور ہمت و حوصلہ پر منحصر ہے کہ وہ تحقیق کے ان راستوں سے رکاوٹوں کو دور کر کے حقیقت کو منصۂ شہود پر لے آئیں - اس سے ہٹ کر کچھ اور تبصرے بھی ہیں جن میں اسی مقالے کی وساطت سے کئی باتیں کی گئی ہیں - ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ کند مالا چوتھی اور پانچویں صدی کے درمیان کی تخلیق ہے - یہ کم و بیش وہی زمانہ ہے جب اجین میں کالی داس کے ڈرامہ شکنتلا کی نمائش کا سامان ہو رہا تھا- راجہ بکرماجیت کے محل کا سنگت ہال موسم کے رنگا رنگ پھولوں سے سجایا جا رہا تھا - دور دور کے ملکوں سے صاحبان ذوق اور دانشور ان وقت مدعو کئے گئے تھے- راج جوتشی درھامید اس کی مہورت کا سمے نکالنے میں مصروف تھا - بسنت کا موسم ، رنگ و نکہت سے شگفتہ محفل کی دلفریب دھنک ، راج کی پر وقار اور پر تمکنت فضا ، روشنیوں کی خیال آسا کیفیتیں اور اس میں شکنتلا کی حسن و محبت سے مہکی ہوئی فسوں ساز کہانی — نتیجہ یہ تھا کہ ڈرامے کی پہلی نمائش کے ساتھ ہی اس کی شہرت ملک کے باہر پہنچ گئی اور اور گوئٹے جیسے شاعر نے اسے قرار واقعی خراج تحسین ادا کیا - ان حالات میں کالی داس کی شہرت و مقبولیت کے آگے ، نہ جانے اس دور کے ایسے کتنے فنکار

ہوں گے جو اپنی فطرت کی اپچ اور تخلیق کی صلاحیت کے باوجود ابھر نہ سکے ہوں اور زمانے نے انہیں ہمیشہ کے لئے بھلا دیا ہو۔ دربار کی سرپرستی نے جہاں ایک شاعر کو شہرت کی ایسی اوج، ایسی رفعت عطا کی، وہاں دوسری مفید صلاحیتوں کو، ابھرنے، زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کے مناسب مواقع فراہم نہیں کئے۔ اس رجحان کی وجہ سے فنی تخلیقات کی راہ میں خاصے عرصے تک جمود اور تعطل چھایا رہا اور مشرق کا ذہن، اپنی روایت پرستیوں اور وضعداریوں کے زعم میں ہر اس نئی صلاحیت سے انکار کرتا رہا جو اس کے مسلمہ ہیرو کے مقابلے میں ابھری اور اس سے انصاف کی متمنی ہوئی۔ بہر کیف حالات کچھ ہی رہے ہوں، قرائن یہ کہتے ہیں کہ کند مالا کا مصنف ایک عوامی شاعر تھا جسے کسی دربار کی سرپرستی حاصل نہ تھی بلکہ اسے ایک ایسا سخت اور امتحانی زمانہ ملا تھا جبکہ کالی داس اپنی درباری شہرت کی وجہ سے مشرق کا بے مثال شاعر تسلیم کر لیا گیا تھا اور ہر طرف اسی کے گن گائے جا رہے تھے۔ دن نگا نے محض اپنی اپچ اور فنکارانہ تخلیق کاری کے جذبے سے مجبور ہو کر ڈرامے لکھے، اسٹیج کھڑے کئے، اداکاروں کو تیار کیا اور جنوبی ہند میں ان کی نمائش کا اہتمام کیا۔ یہ عوامی اسٹیج، بہت ممکن ہے خاطر خواہ بار نہ پاسکے ہوں اور دن نگا بھی اور صاحبان علم و فن کی طرح اپنے روایتی نصیبے پر شاکر، گمنام مر گیا ہو۔ رات کی تاریکیوں میں اپنے ذہن کے نور سے اجالا کر کے اس نے جن روشن ادب پاروں کی تخلیق کی تھی وہ بھی شاید زمانے کی تغافل شعاریوں کا شکار ہو گئے اور کچھ جو بچ گئے، انہوں نے کسی نہ کسی طرح تنجور اور میسور کی لائبریریوں کے سرد خانوں تک پہنچ کر ہمیشہ کے لئے چپ سادھ لی۔ ان پر گرد کی تہیں جمتی رہیں۔ سینکڑوں برس گزر گئے لیکن انہیں کسی نے نہ پوچھا، بالآخر ۱۹۲۳ء میں ان پر باضابطہ کام کرنے کے لئے دو باشعور ماہرین سنسکرت نے کمر کس لی اور گرد کی تہوں سے انہیں باہر نکال لیا۔ اور اسی وقت سے یہ خیال تحقیق طلب چلا آ رہا ہے کہ آیا کند مالا اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ شکنتلا۔ مسٹر وولنر کا خیال ہے کہ یہ ڈرامہ شکنتلا کی طرح قدیم نہیں بلکہ ممکن ہے یہ ساتویں صدی عیسوی کے بعد لکھا گیا ہو۔ اس ڈرامے کا انداز بیان، اتر رام چرتر کے انداز بیان سے ملتا ہے اور زبان اور محاورے جو اس میں استعمال کئے گئے ہیں وہ اتنے قدیم نہیں کہ انہیں چوتھی صدی کی ادبی تخلیقات سے نسبت دی جا سکے۔ اس کے علاوہ ڈرامے میں کہانی کی تکنیک،

بھوبھوتی کی تیکنک سے ملتی جاتی ہے اور شکنتلا کے مقابلے میں اس کا فنی برتاؤ، اس کی نفسیاتی تحلیل، اس کا انداز فکر بہر حال ایک ترقی پزیر رجحان کی غمازی کرتا ہے۔ کند مالا میں پراکرت کے جو مکالمے ہیں ان سے بھی زبان کی قدامت کا اندزہ نہیں ہوتا۔

مسٹر وولنر کی رائے ان مختلف تحقیقاتی کاموں پر غالب نہیں آ سکتی جو سنسکرت زبان ہی میں اس ڈرامے پر کی جاتی رہی ہیں۔ مسٹر وولنر کو بہت ممکن ہے، زبان کے سمجھنے اور اس کی قدامت کا تعین کرنے میں کچھ تسامح ہوا ہو اور اسی وجہ سے وہ کند مالا کو اتنا قدیم نہ سمجھتے ہوں جتنا کہ شکنتلا ہے۔ مگر سنسکرت کے جن ماہرین کا ہم نے ابتدائی صفحات میں ذکر کیا ہے، زبان کے تعلق سے ان کی قابلیت، مختلف ادوار کی ادبی تخلیقات پر ان کی گہری نظر اور سنسکرت اور پراکرتی زبانوں پر ان کا تبحر اور استدراک، مسٹر وولنر کے مقابلے میں ان کی آرا کو زیادہ وقیع بناتا ہے۔ زبان کے قدیم اور جدید ہونے کا جو گمان مسٹر وولنر کو ہوا ہے، ممکن ہے وہ زمانہ کے فصل کا نتیجہ نہ ہو بلکہ مقامات کے فرق کا نتیجہ ہو۔ زبان کے ماہرین کہتے ہیں کہ زبان مسافتوں کے ساتھ بدلتی جاتی ہے۔ اس کا لب و لہجہ، اس کے اظہار و بیان کی خصوصیتیں، مقامی اثرات قبول کر کے زبان کو ایک نیا رنگ دیتی ہیں۔ یورپ کے مختلف مقامات پر جو انگریزی بولی جاتی ہے وہ ہر مقام کے اعتبار سے جداگانہ خصوصیات کی حامل ہے۔ یہاں تک کہ شمالی انگلستان کے رہنے والے، جنوبی انگلستان کے رہنے والوں سے مختلف انداز میں انگریزی بولتے ہیں۔ پھر ہندوستان تو رقبہ کے اعتبار سے اور بھی وسیع ملک رہ چکا ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ چوتھی صدی میں جو سنسکرت اجین میں بولی جاتی تھی، وہی بغیر کسی فرق کے دکن اور سیلون میں بولی جاتی ہو گی۔

اگر شکنتلا کا نسخہ آپ کے سامنے ہو تو آپ میرے اس خیال سے اتفاق کریں گے کہ ڈرامہ کی فنی تکنیک میں کوئی فرق بظاہر نہیں پایا جاتا۔ اس کا آغاز اور انجام، المیہ سے انحراف، انگوں کی ترتیب، روپ اور رس کا نکھار سب وہی ہے۔ وہی سوتردھار ڈرامہ کا تعارف کراتا اور دعا اور مناجات کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ وہی منظر کے اندر منظر کی پیش کشی کا سامان ہے۔ وہی ودوشک ہے جو راجاؤں کا بچپن کا ساتھی اور ہم راز ہے اور جو اپنی حرکات و

مکنات سے ، اپنے لباس کی تراش خراش سے ، ڈرامے میں مزاح کا عنصر شامل کرتا ہے ۔ صرف کہانی کا برتاؤ مختلف ہے ۔ اور یہ ممکن ہے ، ڈرامہ نگاروں کی طبیعتوں کے فرق کی وجہ سے ہو یا موضوع کے بدل جانے کی وجہ سے ۔ بہرکیف ان وجوہ کو بنیاد بنا کر کند مالا کی قدامت سے انکار معدلت پسندی کے خلاف نظر آتا ہے ۔

(۲)

کند مالا کی کہانی کا ماخذ والمیکی کی رامائن ہے جس کے ۴۹ ویں بند سے یہ داستان شروع ہوتی ہے ۔ ڈرامہ نگار نے اپنی ضروریات کے مطابق اس کہانی میں قطع و برید کی ہے اور اسے اسٹیج کے قابل بنایا ہے ۔

اتر کانڈا کے ۴۹ ویں بند میں مذکور ہے کہ راما نے اپنے بھائی لکشمن سے کہا کہ سیتا کا لنکا میں قیام ملک کے طول و عرض میں بڑی چہ میگوئیاں پھیلا رہا ہے ۔ اس لئے اسے چاہئیے کہ اگلی صبح سیتا کو لے کر وہ اس دیس سے باہر کہیں دور نکل جائے ۔ گنگا کے ساحلوں کے اس پار ، والمیکی کا آشرم ہے جو تمازا کے کنارے اپنی بہشتی خوبصورتی اور سکون و آسائش کے لئے مشہور ہے ' سیتا کو وہیں چھوڑ دے اور فوری لوٹ آئے ۔

لکشمن نے حکم کی تعمیل کی اور سیتا کو لے چلا ۔ سیتا نے چلنے سے پہلے بہت سے جواہر اور قیمتی کپڑے ساتھ لے لئے تاکہ آشرم کی داسیوں کو نذر کئے جا سکیں ۔ دوسرے دن دوپہر ہونے تک وہ گنگا کے کنارے پہنچ گئے ۔ لکشمن نے رو رو کر ساری داستان سنا دی ۔ سیتا کی کچھ سمجھ میں نہ آیا ۔ سیتا کو گمان تھا کہ لکشمن اپنے بھائی کی اس مختصر سی جدائی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا ۔ سیتا نے اسے تسلی دی اور لکشمن نے آنسو پونچھتے ہوئے مانجھی کو آواز دی کہ وہ اپنی ناؤ لے کر ادھر آجائے ۔ ناؤ میں بیٹھ کر لکشمن اور سیتا گنگا کی لہروں پر بہنے لگے اور ایسے میں دوبارہ لکشمن نے سیتا کو اس کے سفر کا مقصد بتانے کی کوشش کی ، رعایا کی شر انگیزیوں سے اسے خبردار کیا اور والمیکی کے آشرم میں اس کے بن باس کا ذکر بھی کر دیا ۔ لکشمن لوٹ آیا ۔ سیتا نے سلام و پیام بھجوائے ۔ سیتا اکیلی رہ گئی ۔

آشرم کے باسیوں نے سیتا کو دیکھا اور والمیکی کو اطلاع کی ۔ والمیکی نے سیتا کو آشرم میں بلا لیا ۔

لکشمن نے سیتا کو آشرم کی طرف جاتے دیکھا اور اس کی جلا وطنی اور بن باس کے حکم پر اظہار خیال کرنے لگا۔ جس پر سمنترا نامی ، رتھ بان نے اسے بتایا کہ یہ سب تقدیر کے کھیل ھیں ۔ لکشمن اجودھیا واپس ہو گیا ۔

اس کے بعد رامائن کے کئی بند ایسے ھیں جن میں سیتا کا کوئی ذکر نہیں۔ ۹۱ ویں بند میں کہا گیا ہے کہ راما نے گھوڑے کی قربانی (اشومیدہ) کا خیال ظاھر کیا ہے ۔ یہ رسم نیمزا کے جنگل میں گومتی کے کنارے ادا کی جائے گی اور بھرت اور دوسرے عوام کی موجودگی میں سیتا کا حسین پیکر وھاں ایستادہ کیا جائے گا ۔

اتفاق کی بات ہے کہ اس رسم میں شرکت کے لئے والمیکی بھی وھاں پہنچا ۔ یہ رسم سال بھر جاری رھی۔ وھیں والمیکی نے کسا اور لاوا اپنے دونوں نوعمر چیلوں کو حکم دیا کہ وہ راما کے محل کے آگے رامائن کے اشلوک پڑھیں ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور راما نے ، یہ سوچ کر کہ یہ بچے سیتا کے بچے ہوں گے ، انہیں محل میں طلب کر لیا ۔ پھر اس نے والمیکی کے پاس پیام بھیجا کہ اگر سیتا بے گناہ ہے تو اس کی بے گناھی ثابت کی جائے ۔

سیتا نے اپنی بے گناھی اس طرح ثابت کی کہ زمین شق ہوئی اور ایک تخت برآمد ھوا جو سانپوں کے سروں پر قائم تھا ۔ دھرتی کی دیوی نے سیتا کا استقبال کیا اور اسے اپنے بازووں میں تھام کر تخت پر بٹھا دیا ۔ پھر تخت آھستہ آھستہ ڈوبتا گیا ، یہاں تک کہ وہ زمین میں سما گیا ۔

راما کا اس حزنیہ انجام پر برا حال ھوا اور اس نے اپنا جانشین اپنے دونوں بچوں کو بنا کر راج گدی سے علیحدگی اختیار کر لی ۔

اب اس سادہ سے قصے میں کند مالا کے مصنف نے جو رنگ آمیزی کی ہے ، احساسات کی جو دنیا بسائی ہے ، اصل قصے سے اپنے مقاصد کے لئے جو حسین گریز کیا ہے ، اس کا احساس آپ کو ڈرامے کے پڑھنے ھی سے ہو سکتا ہے ۔ ایسا معلوم ھوتا ہے کہ دن نگا کا چالاک ذھن ، راما اور سیتا کو اوتار کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک عام مرد اور عورت کے روپ میں دیکھنا چاھتا ہے ۔ ان کے احساسات کو ، ان کی دلی واردات کو ، ان کے واقعاتی ردعمل کو ، وہ کوئی فوق فطرت رنگ نہیں دینا چاھتا ۔ بلکہ اسی دنیا میں ، ھمارے درمیان رکھ کر ، مشرقی مزاج اور انداز فکر کی بھر پور ترجمانی کے لئے انہیں استعمال

کرنا چاھتا ھے۔ وہ اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ھے، یہ ڈرامے کا متن ھی آپ کو بتا سکے گا۔

(۳)

سنسکرت ڈرامہ چاھے وہ روپک کی کوئی قسم ھو یا ناٹک کی کوئی قسم، اداکاری اور ھیئت کے اعتبار سے ایک مخصوص کیفیت اور ایک خاص جذبے یا رس کا دوسرا نام ھے۔ سنسکرت اسٹیج پر اداکار صرف حقیقت کی نقالی نہیں کرتا بلکہ نفسیات انسانی کے تجزیہ و تحلیل کا ایک انوکھا اور دلکش روپ دھار لیتا ھے۔ جذبات نہایت باریک بینی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ شقوں میں بانٹ دیئے جاتے ھیں اور ہر جذبے کی علت اور تحریک کا پتہ لگانے کے لئے ممکنہ کوشش کی جاتی ھے۔ اداکار کا کمال یہ ھے کہ وہ انسان کے خارجی اعضاء پر اندرونی جذبات اور کیفیات کے رد عمل کا تعین کرتا ھے جو کسی نہ کسی فطری داعیہ کا نتیجہ ھوتے ھیں۔ یہ تجزیہ و تحلیل بجائے خود شاعری بھی ھے اور اداکاری بھی۔

منی بھرت کے زمانے سے لے کر سنسکرت ڈرامے کے دور متوسط تک اسٹیج اپنی سادگی اور پرکاری کے لئے ممتاز رہا ھے۔ اسٹیج کے اندرونی حصے میں ایک پردہ تان دیا جاتا تھا جس کے پیچھے اداکار اپنا لباس درست کرتے تھے۔ میک اپ کرتے اور نک سک سے سج کر پردہ کے باھر نکل آتے تھے جہاں وہ اپنا اپنا رول کمال بے ساختگی سے ادا کرتے اور حاضرین سے داد حاصل کرتے تھے۔ ان کے فن کی تکمیل کے لئے کسی خارجی منظر یا سامان آرائش کی ضرورت نہ تھی۔ وہ ماحول کے پابند نہ تھے بلکہ اپنے فن کی لطافتوں ھی سے وہ ایک ایسا ماحول پیدا کرتے جس کی ترجمانی کے لئے وہ اسٹیج پر آئے تھے۔ ان کے پاس اس کوشش کی حیثیت ایک ھندسیاتی جدول کی تھی۔ اور اس کا نتیجہ بھی اتنا ھی یقینی اور معنی خیز تھا جتنا کہ ایک ھندسے کو دوسرے ھندسے سے جوڑنے کا نتیجہ ھوتا ھے۔ انہیں اپنے فن اور اپنے خلوص پر بھروسہ تھا اور اس بھروسے میں انہیں کبھی ناکامی کی صورت دیکھنی نہیں پڑی۔

سنسکرت اسٹیج کی اس سادگی کے باوجود جن باتوں کا خاص اھتمام ھمیں ملتا ھے وہ اس کے اداکاروں کا روایتی مخصوص لباس اور ان کے مکالموں کی زبان ھے۔ کبھی ایسا نہیں ھوا کہ برھمن یا ھیرو جو ڈرامے کے اھم کردار

ہیں ، سنسکرت چھوڑ کر پراکرت بولنے لگے ہوں ۔ پراکرت عورتوں اور عوام الناس کی زبان سمجھی جاتی تھی اور اس میں کسی لطیف خیال ، کسی دقیق مسئلے ، کسی حسین جذبے کی ترجمانی ممکن نہ تھی ۔ یہ تصور بہت ممکن ہے کہ قدیم برہمن سامراج کے بندھے ٹکے اصولوں اور ہندو معاشرے کی طبقاتی تقسیم کا نتیجہ ہو لیکن سنسکرت اور ہندی ڈرامے میں یہ خصوصیت اعتقاد کا درجہ حاصل کر گئی تھی ۔ اسٹیج پر عورتوں کا رول عورتیں ادا کرتی تھیں ، کبھی کبھی ضرورت پڑنے پر لڑکے بھی اس مقصد کے لئے لیے جاتے تھے۔ اداکاروں کے انتخاب میں بڑی دقیقہ سنجی اور باریک بینی سے کام لیا جاتا تھا ۔ جس رول کے لئے جو اداکار فطرتاً مناسبت رکھتا تھا ، اس کا انتخاب بلا کسی رو رعایت کے عمل میں لایا جاتا تھا ۔ رس اور بھاؤ کے مظاہروں کے لئے اگر ضرورت پڑتی تو جانور بھی اسٹیج پر لائے جاتے تھے لیکن یہ کوئی لازمی بات نہ تھی ۔ جیسا کہ ہم زیر نظر ڈرامہ کند مالا کے مطالعہ کے دوران میں محسوس کرتے ہیں کہ وہ رتھ جو سیتا کو لے جانے کے لئے اسٹیج پر لایا گیا تھا ، زندہ گھوڑوں سے جتا ہوا نہ تھا ۔ رتھ بان اپنے شانوں کی جنبش ، اپنے جسم کی حرکت اور ہاتھوں کی لرزش سے وہ کیفیت پیدا کرتا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ رتھ کے گھوڑے سرپٹ بھاگے جا رہے ہیں اور انہیں روکنے کے لئے رتھ بان نے باگیں تھام رکھی ہیں ۔ رتھ میں بیٹھنے والوں کے مکالموں اور حرکتوں سے بھی رتھ کی رفتار کا اندازہ ہوتا تھا ، چنانچہ کند مالا کے یہ مکالمے اسی مقصد کو پورا کرتے ہیں :-

لکشمن ۔ ہاں سمنترا ، گھوڑوں کو روکنے کی کوشش کرو ۔

سمنترا ۔ میں نے ساری کوشش کرلی ۔ مہاراج ۔ وہ نغمہ کے ایسے شیدائی ہیں کہ میری ہر کوشش رائگاں جا رہی ہے۔ ہنسوں کے گیت ان کے کانوں کے پردوں پر بج رہے ہیں ، باگ تو ان پر کوئی اثر ہی نہیں کرتی ۔ ان کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی ہے۔

لکشمن ۔ لیکن سمنترا — اگر وہ اسی رفتار سے اڑے جاتے ہیں تو انہیں ہموار اور ناہموار زمین میں تمیز نہ ہو سکے گی اور یکبارگی پورا

رتھ کا رتھ گنگا کے کٹے پھٹے ساحل پر اوندھا نظر آئے گا۔
سو تمہیں اپنی پوری شکتی سے انہیں قابو میں کرنا ہے۔

(سمنترا حرکات سے با گوں پر قابو پانے کا اظہار کرتا ہے) ''۔

غرض یہ کہ زندہ جانوروں کا اسٹیج پر لایا جانا کوئی لازمی امر نہ تھا سوائے اس کے کہ اس کی ضرورت شدید ہو، جیسے شکنتلا کے استغراق اور محو انتظار رہنے کے لئے اس کے محبوب ہرن کی موجودگی۔

سنسکرت اسٹیج کے دور متوسط میں مختلف نوعیت کی صنعت کاریوں کا اضافہ نظر آتا ہے۔ اب اسٹیج کو ماحول سازی کی خاطر طرح طرح کے ساز و سامان سے آراستہ کرنے کی رسم چل نکلی تھی۔ چنانچہ شکنتلا کی سب سے پہلی پیش کش کے تعلق سے پروفیسر ہوروٹنر نے جو رپورٹ مرتب کی ہے اس کے پڑھنے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اسٹیج پر قدرتی مناظر کے پیش کرنے میں یہاں تک اہتمام کیا گیا تھا کہ پہاڑ سے آبشار کے گرنے کی آواز دور تک سنائی دے رہی تھی۔ طلوع آفتاب کی سنہری شعاعیں سرسبز درخت کے پتوں سے چھن چھن کر مہاراجہ وشودنت (کردار) کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ مہاراجہ دھقانی لباس پہنے، تیر اور کمان ہاتھ میں لئے اپنے شکاری رتھ سے اتر پڑا۔ پھر اسٹیج کا عقبی حصہ ابھرنے لگا اور دو سانولی سلونی لڑکیاں پودوں کو سینچتی دکھائی دیں۔ سوتر دھار نے اپنے لمبے عصا کو گردش دے کر اعلان کیا کہ شکنتلا اسٹیج پر نمودار ہو رہی ہے۔ شکنتلا کا اسٹیج پر آنا گویا شباب اور حسن کی تمام رنگینیوں کا سمٹ کر اسٹیج پر آ جانا تھا۔ غرض یہ کہ اب اسٹیج پر صرف ایک پردہ آویزاں نہ تھا جو اداکاروں کے میک اپ اور تبدیل لباس کے تخلیہ کا مقصد پورا کرتا، اب تو وہاں جھرنوں کی آواز، رتھ کی ہوا میں پرواز، سبزہ زاروں کی لہلہاہٹ، مور کا مستانہ رقص، نوخیز و نو بہار سکھیوں کا عشوہ ساز حسن' سبھی کچھ موجود تھا۔ اسٹیج پر سیٹ اور Decor کا خاص طور پر اہتمام کیا جانے لگا تھا تاکہ اس سے ماحول سازی میں مدد مل سکے۔

کند مالا اس اجتہاد کے خلاف ایک صدائے باز گشت تھا۔ کچھ تو غالباً اپنے نامساعد حالات اور وسائل کی کمی کے خیال سے کند مالا کے مصنف نے اپنے اسٹیج کو اسی قدیم سادگی اور پرکاری سے آراستہ کرنے کی کوشش کی ہوگی اور کچھ اس خیال سے بھی کہ اسے اپنی ذہنی جودت اور اپج کے لئے

ایک ایسا ''کینوس'' چاہئے تھا جس پر اس کے اپنے نقش، اس کے اپنے خاکے، انفرادی تاثر کے ساتھ نمایاں ہو سکیں۔ اسی لئے اس نے ان ساری صنعت کاریوں سے احتراز کیا ہے جو اس کے ڈرامے کی پیش کش میں کسی مرحلے پر بھی رکاوٹ بن سکتی تھیں۔ بغیر کسی غیر معمولی ساز و سامان کے کند مالا کسی دور میں بھی آسانی کے ساتھ اسٹیج کیا جا سکتا ہے اور اپنی سادگی کے باوجود، فنی تجربات کا دیرپا تاثر دیکھنے والے کے ذہن پر چھوڑ سکتا ہے۔

کند مالا اپنی ہئیت کے اعتبار سے ایک دلچسپ تجزیہ ہے۔ اس کے انگوں کی ترتیب سے کہانی کے ارتقائی مدارج کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہر انگ کے شروع میں ہمیں ایک ایسا کردار ضرور ملتا ہے۔ جو اہم بھی ہے اور غیر اہم بھی۔ اس کا کام پچھلے انگ کے واقعاتی تسلسل سے آنے والے انگ کے واقعات کو مربوط کرنا اور نہایت لطیف پیرائے میں آنے والے کرداروں سے حاضرین کو متعارف کرانا ہے۔ ڈرامے کی بساط پر کسی کردار کا آنا بے جوڑ نہیں معلوم دیتا بلکہ ذہن اس کے استقبال کے لئے پہلے ہی سے تیار رہتا ہے۔

کند مالا کا تیسرا انگ (ایکٹ - ۳) اسٹیج پر ایک ایسا منظر پیش کرتا ہے جس میں دو مختلف مناظر بہ یک وقت ناظرین کے سامنے آتے ہیں۔ ایک حصے میں لکشمن اور رام آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ سیتا کے بن باس کے خیال سے ان کے محسوسات میں ایک ہیجان سا ہے۔ چنبیلی کا ہار اور کسی کے انداز نقش پا ان کے تصورات کے لئے مہمیز کا کام دے رہے ہیں۔ امید کے چراغوں سے ان کے دل کے نہاں خانوں میں جیسے اجالا سا ہونے لگا ہے۔ ایسے میں ایک اور گوشہ سا اسٹیج پر نمایاں ہوتا ہے جو گویا ابھی تک تاریکی میں تھا اور اب روشنی میں آ جانے کی وجہ سے نظر آنے لگا ہے۔ بیلوں کے جھنڈ تلے سیتا پھول توڑنے میں مصروف ہے۔ راما کی آواز سن کر اپنے آپ سے کہنے لگتی ہے۔

''یہ کون ہو سکتا ہے جس کی آواز برسات کے گرجتے ہوئے بادل کی طرح گہری ہے اور جس نے میرے جسم کو لرزا دیا ہے۔''

راما اپنے خیال میں غرق، سیتا کی موجودگی سے بے خبر، اپنے آپ سے باتیں کئے جا رہے ہیں اور سیتا ان تمام باتوں کو سن کر وفور جذبات سے مغلوب

ھو کر جس خود کلامی میں مصروف ھوتی ھے وہ بہ یک وقت حاضرین کے گوش گزار بھی ھے اور راما کے اضطراب حال کا مناسب و معقول جواب بھی -

یہی کیفیت چوتھے انک (ایکٹ - ۴) کے آخری حصے میں پھر سے پیدا ھو جاتی ھے اور مطالعہ کرنے والے کے ذھن پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ جاتی ھے -

منظر کے اندر منظر کی پیش کشی ، اگرچہ صرف کند مالا کی خصوصیت نہیں ھے لیکن اس کے انکوں کے غائر مطالعہ سے ھمیں یہ احساس ھوتا ھے کہ کند مالا کے مصنف نے اس خوبی کو بھی مکمل سادگی کے ساتھ اپنانے کی کوشش کی ھے - اسٹیج کی جدید سہولتوں اور سائنس کی گوناگوں برکتوں کو مد نظر رکھتے ھوئے یہ بات ھمارے لئے بہت آسان دکھائی دیتی ھے لیکن چوتھی صدی میں جب کہ قدرت کے عناصر اربعہ پر انسان کو اتنا اقتدار حاصل نہ تھا ، اسٹیج پر منظر کے اندر منظر کی پیش کشی کافی دقت طلب کام ھوگا -

ودوشک اپنے لباس اور وضع قطع کے اعتبار سے مضحکہ خیز سہی لیکن مکالموں کے تعلق سے وہ ڈرامہ کا ایک وقیع کردار ھے - ایسا معلوم ھوتا ھے کہ اس کے ظاھر اور باطن کے اختلاف سے مزاح پیدا کرنے کی کوشش از منہ قدیم سے سنسکرت زبان کے ڈرامہ نویسوں کے پیش نظر رھی ھے - وہ دیکھنے میں ایک کردار ھے لیکن باتیں سوجھ بوجھ کی کرتا ھے - واقعات پر تنقیدی نظر رکھتا اور ڈرامے میں کاروبار شوق کا جو سلسلہ ھے ، اس کو آگے بڑھانے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ھنستے بولتے کام کر جاتا ھے -

ایسے مقامات جہاں فطرت کی ھولناکیوں کا مظاھرہ کرنا مقصود تھا وھاں ایسا محسوس ھوتا ھے جیسے موسیقی سے یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی -

غرض کہ کند مالا اور شکنتلا دونوں ایک ھی دور کی تخلیقات ھیں - فرق صرف اتنا ھے کہ ایک کو دربار کی سرپرستی حاصل تھی اس لئے ساز و برگ سے آراستہ تھا اور دوسرا اپنی بے سر و سامانی کے باوجود سنسکرت اسٹیج کی سادگی اور پرکاری کا مرقع تھا -

(۴)

تقابلی مطالعے کی غرض سے یہ مناسب ہوگا کہ کالی داس کے ڈرامے وکرم اروسی اور شکنتلا کا مختصر طور پر فنی جائزہ بھی لیا جائے ۔

جہاں تک وکرم اروسی کا تعلق ہے ، یہ شکنتلا کے فن کارانہ حسن اور جاذبیت کو نہیں پہنچ سکتا ۔ اس ڈرامے میں ایک ایسی کہانی کا سہارا لیا گیا ہے جو اپسراؤں سے تعلق رکھتی ہے، اس لئے کہانی کے موضوع میں ابہام بہت ہے ۔ آکاش پر اندر کے سورگ کے تماشے ، دیوں اور دیوتاؤں کی جنگ ' رشیوں اور اوتاروں کی فضائی نبرد آزمائیاں ، یہ سب فوق الفطرت مظاہر ہیں جن سے کہانی کی تشکیل کی گئی ہے۔ اروسی لاکھ آدمیت کا روپ دھار لے، پڑھنے والے کے ذہن پر اس کا وہی اپسرائی وجود غالب رہتا ہے، اس لئے کہانی کے کردار ہم میں سے ہوتے ہوئے بھی ہم میں سے نہیں ہوتے ۔ پھر خود راجہ کا کردار ایک ' لوبھی ' حسن کے متوالے کا کردار ہے جو اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسری عورتوں سے ، چاہے وہ کیسی ہی اپسرائیں کیوں نہ ہوں ، موہ لیلا رچاتا ہے ۔ ایسا کردار شاعری کو بھی رفعت نہیں بخش سکتا چہ جائیکہ کسی معاشرتی ڈرامے کو ۔

فنی اعتبار سے بھی ' وکرم اروسی ، شکنتلا کے پائے کی تخلیق نہیں ، اس میں مکالمے طویل اور بے کیف ہو گئے ہیں ، کالی داس کی شعریت نے اس بے کیفی کو سہارنے میں بڑی حد تک مدد کی ہے پھر بھی اکثر جگہوں سے یہ دامن چاک نظر آتا ہے ۔

شکنتلا کی بات اس سے مختلف ہے ۔ اس ڈرامے میں کہانی کا برتاؤ بڑا فن کارانہ ہے ۔ اس میں کالی داس نے بھرپور شاعری کی ہے اور ڈرامے کی ابتدا سے لے کر آخر تک وہ اپنی حسن کارانہ روش میں کامیاب ہے ۔ موضوع ویسا مبہم نہیں جیسا کہ وکرم اروسی کا ہے ۔ فوق الفطرت مظاہر سے اس ڈرامے میں بھی کام لیا گیا ہے لیکن وہ گوارا ہیں ۔ انسانی نفسیات کی ہجرو وصال کی حالت میں جو عکاسی کی گئی ہے وہ فنی اعتبار سے بڑا وزن رکھتی ہے ۔ مقامی تشبیہات نے محسوسات کی دنیا میں بہار کی سی رنگا رنگ کیفیت پیدا کر دی ہے ۔

شکنتلا کا ہیرو بھی عاشق مزاج ، دل پھینک زدو پشیمان ، چندر بنسی گھرانے کا راجہ ہے - بھولی بھالی شکنتلا پر فریفتہ ہو جاتا ہے جو اپسرا کے بطن سے ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسن کا تاثر پیدا کرنے کے لئے اپسرا سے تعلق قائم کر دینا کچھ ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ وصال کی لذتوں سے فیض یاب ہونے کے بعد ، راجہ ایک رشی کی بد دعا کے کارن شکنتلا کو بھول جاتا ہے۔ کہانی کے نقطۂ نظر سے راجہ کی یہ بھول ، موضوع کی گرفت کو ڈھیلا کر دیتی ہے - چنانچہ وہ مقام جہاں شکنتلا راجہ کے سامنے آتی ہے اور گوتمی مائی اسے راجہ کے حوالہ کرنا چاہتی ہے ، راجہ کا سرے سے شکنتلا کو بیوی ماننے سے انکار ، ڈرامے کو ایک انتہائی جذباتی عروج پر لے آتا ہے۔ اور پڑھنے والے کا دل چاہتا ہے کہ اب محسوسات کی گرہیں کھلیں ، ضبط کے بند ٹوٹ جائیں اور کالی داس کا موئے قلم ان گہرے اور چھپے ہوئے محسوسات کی عکاسی کرے جو شکنتلا کے دل میں جوالا مکھی کی طرح پھوٹ رہے ہوں گے - مگر یہ دیکھ کر پڑھنے والے کو مایوسی ہوتی ہے کہ وہ اس نقطۂ عروج سے اس طرح گزر جاتا ہے جیسے کوئی پہاڑ کی چوٹی سے پھسل پڑے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دو مزاجوں ، دو صنفوں اور دو سماجی حیثیتوں کا یہ ٹکراؤ ایک معمولی واقعہ نظر آتا ہے اور اپنا کوئی گہرا نقش پڑھنے والے کے دل و دماغ پر نہیں چھوڑتا - اس کے بعد ایک اپسرا کا شکنتلا کو اٹھا لے جانا ، کہانی کی جاذبیت اور گھمبیرتا سے ایک اور کڑی نکال لیتا ہے اور وکرم اروسی کی طرح پھر ڈرامے میں ابہام کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے -

شکنتلا کا آخری منظر جس میں راجہ دشینت کی ملاقات اس کے اپنے لڑکے سے ہوتی ہے ، وہ تاثر پیدا نہیں کرتا جو کند مالا کا پانچواں اور چھٹا منظر پیدا کرتا ہے۔ کند مالا میں لڑکوں کا کردار زیادہ حقیقی اور زیادہ فعال ہے - ان میں زندگی اور حرارت سی محسوس ہوتی ہے۔

کند مالا ، بہ حیثیت ڈرامہ ، شکنتلا سے ممتاز ڈرامہ ہے۔ اس کی کہانی میں بڑی گہرائی ، بڑی گرفت اور بڑی گیرائی ہے ، اس کے کردار فوق البشر بن کر نہیں بلکہ معمولی انسانوں کی طرح سامنے آتے ہیں اور اپنی محسوسات کی ایک ایسی تنویر بکھیرتے جاتے ہیں جس میں آپ کے اور ہمارے احساسات کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ان کے غم فراق میں ہم اپنا غم فراق اور ان کے عہد وصال میں ہم اپنا عہد وصال محسوس کرتے ہیں -

مشرق کی عورت کی جو حسن کارانہ تصویر کند مالا میں ہمیں ملتی ہے، ویسی تصویر ہمیں شکنتلا میں بھی نہیں ملتی۔ شکنتلا کے کردار میں انفعالیت زیادہ ہے۔ شوہر پرستی اور وفا شعاری کے جذبے نے اس سے خودی کا احساس چھین لیا ہے۔ اس کی سپردگی میں عورت کا نسوانی وقار مجروح نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس کند مالا کی سیتا کا کردار مشرق عورت کے کردار کی بھرپور ترجمانی کرتا ہے۔ شکنتلا ایک الھڑ، نا تجربہ کار دوشیزہ ہے اس لئے مشرق کی عورت کی مکمل نمائندگی نہیں کرتی۔ سیتا ایک بیاھتا عورت ہے اور اپنے احساسات میں تکمیل کی منزل کو پہنچ چکی ہے۔ اس کے اندر عورت کا ہر جذبہ، ایک خاص دلکشی کے ساتھ ایک دوسرے سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ سپردگی اور فنادگی کا قیامت خیز جذبہ بھی ہے، خود داری اور غیرت کا بھرپور احساس بھی۔ محبت اور شیفتگی نے سامان جنون بھی مہیا کر رکھے ہیں۔ بیوی کی حیثیت سے وفا شعاری اور شوہر پرستی کے جذبات نے خرد کی باگیں بھی تھام رکھی ہیں۔ سوچنے اور سمجھنے کے انداز میں مشرق کا روایتی حسن رچا ہوا ہے۔

کند مالا کی کہانی جن قدروں کے سہارے آگے بڑھتی ہے وہ ایسے جذبات ہیں جو سچے ہیں، پاکیزہ ہیں اور ہمارے مشاہدات اور محسوسات کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ ان میں کسی اخلاقی یا سماجی جرم کی عفونت نہیں۔

سیتا بہ حیثیت عورت اور رام بہ حیثیت مرد، مشرق کے مخصوص انداز فکر کی ترجمانی کرتے ہیں اور پھر اس ڈرامے میں کون سا کردار ہے جو مشرقی تہذیب اور روایات سے سرمو منحرف نظر آتا ہو۔

مجموعی حیثیت سے کند مالا کا تاثر جتنا گہرا ہمارے دل و دماغ پر ہوتا ہے، اتنی نہ تو شکنتلا سے ہمیں سیرابی ہوتی ہے اور نہ وکرم اروسی سے۔ پلاٹ کے فنکارانہ استعمال میں دن نگا کا ذہن کالی داس سے زیادہ روشنیوں میں متحرک دکھائی دیتا ہے۔ وہ محض جذباتیت میں گم نہیں ہوتا بلکہ کہانی کو مکالموں کی چابک دستی سے ایسا گوندھتا جاتا ہے کہ اس کے تسلسل اور گیرائی میں کہیں جھول نظر نہیں آتا اور آپ اس کے ہر موڑ پر اس کے حسن کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دن نگا کی خوبی یہ ہے کہ اس نے کہانی کی سادگی اور پرکاری پر زیادہ بھروسہ کیا ہے اور وہ اسے ایسی الجھنوں میں مبتلا نہیں کرتا جن سے حیرانی تو پیدا ہو سکتی ہے

لیکن کہانی کا حسن، واقعات کی ھموار رفتار اور احساسات کا متوازن کیف مجروح ھو جاتا ھے ۔ کہانی کا عروج وھی ھے جو اس کا نقطۂ آغاز ھے ۔ سیتا کو بن کے حوالے کرنے کا ارادہ خود کہانی کو اس بلندی پر لے آتا ھے جہاں پڑھنے والے کے ذھن میں ایک ترحم آمیز اضطراب کروٹیں لینے لگتا ھے ۔ وہ سوچتا ھے کہ آخر یہ سب کیوں ھے ۔ انسانی اعتبار سے شبہ کی صداقت پر یقین کرتے ہوئے بھی سیتا کے بن باس کو ظلم سمجھتا ھے، یہ ظلم ستیا پر نہیں بلکہ عورت پر ھے ۔ اضطراب کی اسی کسک کو لئے آپ مصنف کے ساتھ ھو جاتے ھیں جو آپ کو ایک ایسی دنیا میں لے جاتا ھے جہاں کوئی بات بھی تو یقینی نہیں ۔ آپ کے دل میں پیدا ھونے والے چھوٹے سے چھوٹے رد عمل کو وہ زبان دے دیتا ھے اور ڈرامے کا کوئی نہ کوئی کردار آپ کے ذھن کی، آپ کے محسوسات کی ترجمانی کرتا ھے ۔ ایسے میں آپ کی حالت اس آوارہ ، خزاں رسیدہ پتے کی طرح ھے جو پانی کی لہروں پر ڈولتا پھرتا ھے ۔ آپ کو کبھی رام چندر جی پر غصہ آئے گا ، جنھوں نے سیتا کو تج کر ظلم کیا ھے ، مگر دوسرے ھی لمحہ آپ ایسا نہ کہہ سکیں گے ۔ آپ کو محسوس ھوگا کہ رام چندر جی بھی ایک انسان تھے ، ایک مرد تھے اور مرد ، عورت کے تعلق سے ، ان حالات میں کس قدر شکی اور کس قدر رشک کرنے والا ھوتا ھے ۔ انھوں نے غلطی ضرور کی لیکن اپنی فطرت کے تقاضوں سے مجبور ھو کر ۔ آپ ان کی نیت پر غور کریں گے جس کی تہہ میں کھوٹ نہیں ۔ سیتا کے جذبات آپ کے تخیلات ، تفکرات اور محسوسات کو پر لگا کر اپنے ساتھ لے اڑیں گے اور آپ اس کی ھم خیالی میں کبھی رام چندر جی کو ''نروی'' کہیں گے ، کبھی قابل رحم سمجھیں گے ۔ یہ تذبذب کی کیفیت اس وقت تک ھے جب تک کہ رام اور سیتا ایک جھیل کے کنارے یکجا نہیں ھو جاتے اور پھر ''فراقِ وصال نما'' کی کیفیات میں جو جو موشگافیاں کی گئی ھیں وہ آپ کے جذبات میں ایک گہرے اور باوقار حزن کا کیف بھر دیں گی ۔ یہ ڈرامے کا وہ مقام ھوگا جہاں مصنف آپ کی فکری صلاحیتوں کو اپنی گرفت میں لے لے گا اور پھر آپ کے دل میں آرزو بیدار ھوگی کہ کاش یہ فراق کی گھڑیاں ختم ھوں اور رام چندر جی کو ان کی سیتا ، مرد کو اس کی عورت مل جائے ۔ ڈرامہ نگار مسکرائے گا ۔ ایسا ھی ھوگا ۔ پھر وہ فوراً نہیں بلکہ ایسی سنجیدگی اور ایسے دھیرج کے ساتھ کہ آپ محسوس بھی نہ کر پائیں ، واقعات کے بہاؤ کا رخ بدل دے گا ۔ اور چپکے چپکے آپ کے دل سے اندوہ فراق کی کیفیت گھٹتی ھوئی معلوم

ہوگی اور امید کے دیپ جیسے، ایک کے بعد ایک، آپ کے احساس کی دنیا میں روشن ہو جائیں گے۔

جب آپ ڈرامہ ختم کر چکیں گے تو آپ کا دل مطمئن ہوگا کہ مصنف نے آپ کے احساسات کی برانگیختگی کا جو جرم کیا تھا وہ اس کا خوشگوار اور خوش آئیند بدل بھی آپ کو دے گیا۔ اس نے آپ سے کوئی چیز لی نہیں بلکہ آپ کے احساس میں تھوڑی سی ہلچل پیدا کر کے انھیں دوبارہ اس طرح مربوط کر دیا جیسے پیانو کی پتیوں کو بے قرار کر کے مغنی کوئی ہم آہنگ اور رسیلا نغمہ پیدا کر لیتا ہے۔

اس کے پاس شاعرانہ معدلت ہے اور اس کے لئے حسین اور لطیف اظہار بیان بھی۔

(٥)

جہاں تک ترجمے کا تعلق ہے، میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ زبان سادہ اور اثر انگیز رہے اور موقع محل کے اعتبار سے صرف ایسے ہندی الفاظ سے فائدہ اٹھایا جائے جو ہمارے کانوں کے لئے ابھی غیر مانوس نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے استعمال سے مکالموں کی روح کے برقرار رکھنے اور کرداروں کے ساتھ میں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ ڈرامے کو ہم مزاج کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ ڈرامے کے اصل متن سے ایماندارانہ مطابقت برقرار رکھتے ہوئے، اس انداز فکر کو گھائل نہ ہونے دیا جائے جو ڈرامہ لکھتے ہوئے اس عظیم فن کار کے پیش نظر تھا۔

ہم آج جس دور سے گزر رہے ہیں وہ مغرب زدگی کا دور ہے جس میں ہم نے اپنی مشرقی روایات، اخلاقی قدروں اور تہذیبی ورثے کو یکسر بھلا دیا ہے۔ کند مالا ایک صدائے بازگشت ہے جو آپ کو ان روایات ہی کی ایک جھلک دکھائے گا۔ آپ کی فطرت کے چھپے ہوئے جوہر پھر ایک بار جگمگا کر آپ کو احساس دلائیں گے کہ وہ آپ کی بھول کے دھندلکوں میں کھوئے گئے ہیں۔ انھیں کھو کر آپ نے مغرب کے مریض ذہن اور بیمار روح کو اپنایا ہے اور ان کے ظاہری علوم و فلسفہ کی چکا چوند میں زندگی کی

پر سکون شاہراہوں سے ہٹ گئے ہیں - آج ان مغربی حکماء کو بھی اپنے ذہنی امراض کا مداوا چاہئے - وہ بھی اب مینہ' مشرق سے گرمیٔ احساس ، سکون حیات اور آسودگیٔ فکر کے طلبگار ہیں - اگر کند مالا کے کردار آپ کے اندر اس احساس کی تھوڑی سی کسک بھی پیدا کر دیتے ہیں ، تو یہ سمجھ لیجئے کہ کند مالا اپنی تخلیق کے مقاصد میں ناکام نہیں -

—*—

ڈرامے کے کردار

(جس ترتیب سے وہ اسٹیج پر آتے ھیں)

اسٹیج مینجر (سوتردھار) افتتاحیہ میں
سیتا
لکشمن ۔ رام کے بھائی
سمنترا ۔ رتھ بان
والمیکی ۔ رشی اور رامائن کے مصنف
یجنا ویدی ۔ پہلی داسی
ویداوتی ۔ دوسری داسی جس کا تعلق آشرم سے ہے۔
سادھو
رام
بدرائنا ۔ ایک رشی
کانوا ۔ ایک رشی
کوسیکا ۔ مسخرا (ودوشک)
کس اور لو ۔ رام اور سیتا کے توام بچے
حاجب
زمین ۔ دیوی
شہر کی رعایا اور فوجی وغیرہ جنھیں حاضر کہا جاتا ہے لیکن جو بولتے نہیں ۔
کوشلیا اور راج گھرانے کی دوسری عورتیں جن کا محض ذکر ہے، دکھائی نہیں دیتیں ۔

———

مناظر کی ترتیب

پہلا منظر — گنگا کا کنارہ۔ وقت سہ پہر، جب کہ کہانی کا آغاز ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ دن ڈھلتا ہے اور رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے جسے والمیکی کی قندیل روشنی بخشتی ہے۔

دوسرا منظر — آشرم اور سال کا پیڑ — دن کا پہلا پہر۔ پہلے منظر اور دوسرے منظر کے درمیان سنسکرت ڈرامہ کی روایات کے بموجب کم و بیش دس سال کی مدت حائل ہو جاتی ہے۔ جس کا اظہار مکالموں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

تیسرا منظر — آشرم کے قریب نیمزا کا جنگل، دریا کا کنارہ، بیلوں کا جھنڈ، دوپہر کا وقت۔

چوتھا منظر — آشرم کے قریب جھیل کے کنارے، سہ پہر کا وقت جو اس ایکٹ کے ختم ہوتے ہوتے غروب کی کیفیت اختیار کر جاتا ہے۔

پانچواں منظر — راج محل کا ایک دالان اور اس کا منڈپ۔ صبح کا وقت۔

چھٹا منظر — وہی دالان اور وہی منڈپ۔ البتہ ایک کونے میں ایک سیاہ پردے کا اضافہ جس کے پیچھے راج گھرانے کی استریاں بیٹھی ہیں۔ دوپہر کا وقت۔

ایکٹ — ۱

افتتاحیـــہ

"ایشور کرے کہ گنیشا کے قدموں کی اڑائی ہوئی گرد سے کھٹنائیوں کا یہ ساگر اس طرح سوکھ جائے جس طرح اندر کی چوٹی پر مندرا کا ھار سوکھ گیا تھا" ۔

(اس دعا کے بعد سوتر دھار نمودار ہوتا ھے) ۔

"شو کے گندھے ہوئے بال، جو صبح کی پہلی کرنوں کی طرح کومل ھیں، جن کی جٹاؤں سے ایسا لگتا ھے جیسے عبادت اور تپسیا نے سینے کے اندر ایک آگ بھڑکا رکھی ھے اور یہ اسی کے شعلے ھیں، جن کے پیچ و خم میں گنگا کی موجیں اس طرح پناہ لیتی ھیں جس طرح سانپ دیمک کے ھدوں میں پناہ لیتے ھیں، جس میں ابدیت کے لازوال جھٹپٹے کی جھلک ھے، اس بالکھ چاند کی جوت ھے جو آسمان پر کنول کی پتی کی طرح ڈولتا پھرتا ھے۔ وھی بال آپ سب کی سہائتا کریں" ۔

حاضرین کا حکم ھے کہ میں کند مالا، جو ارا را لا پورا کے ایک نامور شاعر دن نگا کی تصنیف ھے، آپ کے سامنے پیش کروں - اسی لئے میں اس نیک دیوی کو بلاتا ھوں جس نے اس ڈرامے کی پیش کش میں میری مدد کی اور اسٹیج پر آنا منظور کیا ھے" ۔

(پس پردہ آواز)

"اسی جگہ دیوی، آپ کو اترنا ھے۔"

سوتر دھار — یہ کون ھے، جو دیوی کے بلانے میں میری اس طرح مدد کر رھا ھے (خلا میں دیکھتے ھوئے) ھائے ھائے کیسی

دردناک بات ہے۔ یہ لکشمن جی ہیں جو سیتا کو بن میں لئے آرہے ہیں - ستیا جی حمل سے ہیں - رام جی نے لوگوں کی باتوں سے گھبرا کر انہیں بن باس دے دیا ہے، وہ کہتے ہیں - "یہ تو لنکا کے راجہ کے محل میں خاصی مدت رہ کے آئی ہے۔"

(چلا جاتا ہے)

افتتاحیہ یہاں ختم ہوا

[سیتا ، ایک رتھ میں بیٹھی ہوئی ، لکشمن اور رتھ بان کے ساتھ اسٹیج پر نمودار ہوتی ہے]

لکشمن — اس جگہ دیوی — بس اسی جگہ آپ کو اترنا ہے۔ گنگا کے ساحلوں پر یہ جو جنگل ہے اس میں سے کوئی رتھ گزرا ہی نہیں - بیلوں اور درختوں کی چھتنار شاخوں نے راستہ روک رکھا ہے - آپ کرپا کر کے یہیں اتر جائیں -

سیتا — لکشمن ، مجھے اپنے آپ پر قابو نہیں - گھوڑے کچھ ایسے بگ ٹٹ دوڑ رہے ہیں کہ میرا سارا شریر ہل گیا ہے، میں اترنے کے بھی قابل نہیں ہوں -

لکشمن — اچھا سمنترا تم گھوڑوں کو روکنے کی کوشش کرو -

سمنترا — میں نے ساری کوشش کر لی مہاراج ، وہ نغمے کے ایسے شیدائی ہیں کہ میری ہر کوشش رائیگاں جا رہی ہے۔ ہنسوں کے گیت ان کے کانوں کے پردوں پر بج رہے ہیں ، باگ تو ان پر کوئی اثر ہی نہیں کرتی - ان کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی ہے۔

لکشمن — لیکن سمنترا ، اگر وہ اسی رفتار سے اڑے جاتے ہیں تو انہیں ہموار اور ناہموار زمین میں تمیز نہ ہو سکے گی اور یکبارگی پورا رتھ کا رتھ ، گنگا کے کٹے پھٹے ساحل پر اوندھا نظر آئے گا ، سو تمہیں اپنی پوری شکتی سے انہیں قابو میں کرنا ہے -

(سمترا حرکات سے باگوں پر قابو پانے کا اظہار کرتا ہے)

لکشمن — رتھ رک گئی - اب دیوی جی آپ دھیرج سے اتر پڑیں -
(سیتا اتر جاتی ہے اور چلنے کی کوشش کرتی ہے)

لکشمن — (گھوم کر قریب آتے ہوئے) رانی سننا! — میرے نیک بھائی، نہیں، میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے - "پیارے لکشمن!" انھوں نے کہا "رانی سیتا کے تعلق سے شہر کے سارے لوگ شک کا اظہار کر رہے ہیں - کیونکہ وہ راون کے محل میں کافی مدت گزار آئی ہیں - ہر طرح کی رسوائی ہو رہی ہے - اب صرف ایک سیتا کی خاطر، میں اکشا کو گھرانے کے دامن پر، جو جاڑوں کے چاند کی طرح بے داغ ہے، کوئی دھبہ نہیں لانا چاہتا - اس کے علاوہ، سیتا نے مجھ سے خواہش بھی کی تھی کہ واپسی پر وہ گنگا درشن کرنا چاہتی ہیں - یہ جذبہ ان جیسی دیوی کے لئے بے جا بھی نہیں - بس اسی گنگا درشن کے بہانے تم انہیں رتھ میں لے جاؤ - رتھ بان، سمترا ہی ہو اور پھر انہیں جنگل کے حوالے کر کے تم لوٹ آؤ" سو میں اسی حکم کی تعمیل میں دیوی آپ کو اس بن میں لے آیا ہوں جیسے کوئی اپنے پالے پوسے ہرن کو بھینٹ دینے لے آتا ہے - رانی کو ساری باتوں کا علم ہے وہ اپنے رشتہ دار پر شبہ تو نہیں کر سکتیں -

سیتا — لکشمانا — میرے بھیا، مجھے پورے دن ہیں اور میرے پاؤں وزن اٹھاتے اٹھاتے بوجھل ہو گئے ہیں - آگے چلنے کی ان میں شکتی نہیں - تم ہی آگے بڑھو اور دیکھ کر بتاؤ کہ وہ پوتر بھا گیرتی کتنی دور ہے -

لکشمن — مجھے معلوم ہے، دریا یہاں سے بہت قریب ہے - آپ چنتا نہ کریں - ہم ابھی اس تک پہنچ جائیں گے، یہ دیکھئے —
گنگا کی طرف سے ہوا کے جھونکے آنے لگے جن میں کنول بن کی خوشبو بسی ہے، جن میں ہنسوں کے گیتوں کا میٹھا

میٹھا سُر ہے۔ موجوں سے اٹھی ہوئی ٹھنڈی پھوار جیسے آپ کی سواگت کے لئے بے چین ہے۔

سیتا — (ہوا کا اثر ظاہر کرتے ہوئے) گنگا کی لہروں سے آنے والی ہواؤں میں کتنی پیاری ٹھنڈک ہے، جب وہ شریر کو چھوتی ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے ماں کا ہاتھ چھو رہا ہو، ان ہواؤں نے گناہ اور تھکن کا احساس میرے دل سے نکال دیا ہے۔ میری موجودہ حالت گنگا اشنان پر مجھے مائل کر رہی ہے۔ تو کیا تم مجھے راہ دکھاؤگے، میں اس گری ہوئی حالت میں بھی اس کے کٹے پھٹے ساحل تک پہنچنا چاہتی ہوں۔

لکشمن — (راستہ دکھاتے ہوئے) ایسی جگہوں پر اترنا دشوار ہوتا ہے کیونکہ آدمی ادھر سے کبھی نہیں گزرے، اس لئے ہر قدم پر احتیاط کیجئے۔

اپنے بائیں ہاتھ سے نیوارا کی بیل تھامے رہئے۔ سیدھے ہاتھ کو اپنے گھٹنے پر رکھ دیجئے اور دھیرے دھیرے آئیے۔ دیوی، میرے قدموں کے نشانوں پر اپنا ایک ایک پیر جما کر رکھئے۔

سیتا — (ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہوئے) میں بہت تھک گئی ہوں۔ ایک پل کے لئے اس پیڑ کے نیچے مستا لوں، پھر آگے چلوں۔

لکشمن — جو آگیا ہو —

(سیتا بیٹھ جاتی ہے اور آرام کا اظہار کرتی ہے)

لکشمن — آہ۔ سچ ہے، بھگوان اپنے نیک بندوں سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ یہ دیکھو۔

ان ننھی ننھی لہروں نے، ٹھنڈی ہواؤں کی چادر میں اپنی بوندیں لپیٹ دی ہیں۔ ھنس مدہ بھرے گیت گا رہے ہیں۔ یہ چھاؤں دوست کی گود کی طرح موھنی ہے۔ دیوی جی

کے لئے ، ایسا لگتا ہے جیسے اس جنگل میں بھی سارے اچھے سیوک موجود ہیں ۔

سیتا — میرے راجے تم نے سچ کہا ، مجھے یہاں ایسا ہی لگتا ہے جیسے میں اپنوں میں ہوں ۔

لکشمن — (خود سے) رانی آرام کر رہی ہیں اور نچنت بیٹھی ہیں ۔ اب یہی موقع ہے مجھے اپنے ارادے پر عمل کرنے کا ۔ (اونچی آواز میں ۔ سیتا کے قدموں پر گر کر) بد نصیب لکشمانا — ہائے تو کتنا ابھاگی ہے جو ایک نہ ختم ہونے والے بن باس کے دکھ کا ساتھی ہے ۔ جی کڑا کر لے ، میں حکم دیتا ہوں ۔

سیتا — (پریشان ہوکر) یہ سب کیا ہے ۔ کیا میرے سوامی کا مزاج نا ساز ہے ۔

لکشمن — (بن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ ان حالات میں کیسے اچھے رہ سکتے ہیں ۔

سیتا — کیا رانی کیکئی نے کوئی اور بن باس انہیں دے دیا ہے ۔

لکشمن — دیا تو گیا ہے لیکن ماں کی طرف سے نہیں ۔

سیتا — پھر کس کی طرف سے ؟

لکشمن — خود ہمارے اپنے مالک کی طرف سے ۔

سیتا — وہ کیسے ؟

لکشمن — (اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے) بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرے مالک کا حکم ہے — لیکن یہ شبد جیسے ہردئے میں گانٹھ بن کر اٹک جاتے ہیں ۔

سیتا — کیا انھوں نے مجھے بن باس دیا ہے ۔

لکشمن — نہ صرف آپ کو بلکہ اپنے آپ کو بھی ۔

سیتا — وہ کیسے ؟

لکشمن — واما اپنے خوبصورت محل میں رہ سکتے ہیں ، اس محل میں جہاں مقدس آگ روشن ہے ۔ جہاں آ کر دوست اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے یہ ان کا اپنا محل ہے ۔ مگر بنا آپ کے وہاں رہنا ، ویرانے میں رہنے سے کچھ کم ہے ۔

سیتا — لکشمانا — مجھے صاف صاف بتاؤ ۔ اگر آج جنگل میں مجھے چھوڑ دیا گیا ہے تو یہی بات رام جی پر کیسے پوری اترے گی ۔

لکشمن — میں اور کیا کہہ سکتا ہوں ۔ بھگوان مجھے غارت کرے ۔

یہ سچ ہے ، رام چندر جی نیک ہیں ۔ انہوں نے آپ کو تج دیا ہے مجھے بھی یہاں سے چلے جانا ہوگا ۔ آپ جنگل میں اکیلی رہ جائیں گی ۔

سیتا — اوہ — او کوسلا کے راجہ ، آج کے دن تم نہ ہوئے ۔ (غش آ جاتا ہے) ۔

لکشمن — (خوفزدہ ہو کر) ہائے ہائے ۔ اپنے اکیلے چھوڑ دیئے جانے کی بات سن کر ، جو مصیبت کی طرح اچانک نازل ہوئی ہے ، رانی جی اپنی جان سے گزر گئیں ۔ (قریب سے دیکھتے ہوئے) نہیں ، خوشی کی بات ہے کہ وہ سانس لے رہی ہیں ۔ اب آخر کیا کیا جائے جو وہ ہوش میں آ جائیں ۔ (مایوسی ظاہر کرتا ہے) ۔

خوب — بہت خوب — گنگا کی پھوار کو گود میں لئے ، ہوا کے ان ہلکے ہلکے جھونکوں نے رانی جی کو پھر سے زندگی بخش دی ۔ یہ میری خوش قسمتی ہے ۔

سیتا — لکشمانا ، کیا تم چلے گئے ؟

لکشمن — حکم کیجئے ۔ یہ ابھاگی یہاں کھڑا ہے ۔

سیتا — آخر کس جرم میں مجھے الگ کر دیا گیا ہے ۔

لکشمن — آپ کے خلاف آخر جرم ہی کیا ہو سکتا ہے !

سیتا — آہ ، میں ابھا گن ہوں ، مجھے بنا کسی جرم کے سزا دی گئی ہے انھوں نے کوئی سندیسہ بھی نہیں بھیجا ۔

لکشمن — بھیجا ہے ۔

سیتا — تو بتاؤ ، بولو ۔

لکشمن — مالک کا سندیسہ ہے ۔

" تو کنبے میں میری ہم مرتبہ ہے ۔ کردار میں ہم پلہ ہے ۔ نیکی میں میرے ساتھ ہے ۔ اور ان سب باتوں سے ہٹ کر ، تو میرے دکھ درد کی شریک ہے ۔ میری سیتا ، میں تجھے لوگوں کی بد زبانی سے ڈر چھوڑ کر رہا ہوں ۔ بنا کسی خطا کے ۔ "

سیتا — لوگوں کی بد زبانی سے ان کا کیا مطلب ہے ۔ ؟ کیا وہ میرے خلاف کچھ کہتے ہیں ؟

لکشمن — وہ آپ کے خلاف کیا کہہ سکتے ہیں ۔ !

رانی تو مقدس آگ سے نہا کر نکلی ہیں ۔ وہاں سبھی موجود تھے ۔ رشی ، شہر کے رہنے والے ، رام جی ، میں ۔ مگر پھر بھی ۔

سیتا — مگر پھر بھی کیا ۔ کہتے جاؤ ۔

لکشمن — لوگ بے لگام ہوئے جاتے ہیں ۔

سیتا — تم نے آگ میں نہا کر پاک ہوجانے کی بات چھیڑ دی ۔ مجھے پچھلی باتیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں ۔ راون کے محل کی یاد سے میرا دل ڈوبنے لگتا ہے ۔ سیتا کا نام اس طرح لیا جائے ، عورت جاتی کے لئے بڑی بدنمائی کی بات ہے ، تو اس کارن مجھے تج دیا گیا ہے ۔ الگ کر دیا ہے ۔ اگر میرے مالک نے مجھے اپنے آپ سے جدا کر دیا ہے تو کیا مجھے بھی اپنے شریر سے الگ نہیں ہو جانا چاہئے ؟ تو کیا ، مجھے اپنی زندگی کی حفاظت کرنی پڑے گی ' چاہے اس کا دامن

تہمت کے کانٹوں سے کتنا ہی پارہ پارہ ہو گیا ہو - مجھے اس وجود کی دیکھ بھال کرنی پڑے گی جو ابھی میرے اندر جنم لے رہا ہے اور جو انہیں کی طرح نردئی ہے؟

لکشمن — میں اس کے لئے شکر گزار ہوں (اپنی جگہ سے اٹھ کر پر نام کرتا ہے) مالک نے یہ بھی سندیسہ دیا ہے -

سیتا — وہ کیا - ؟

لکشمن — "میرے دل کے سنگھاسن پر، میری رانی، توہی براجمان ہے، تو میرے گھر کی مالک ہے - توہی میرے خوابوں میں میری ہم سفر ہے، کسی اور سے بیاہ کرنے کا مجھ میں حوصلہ نہیں - اس قربانی کے ساتھ تیرا تصور ہی مجھے بس ہے - "

سیتا — آہ - اس سندیش کو بھیج کر میرے سوامی نے میرے دل سے جدائی کے غم کو یکبارگی دھو دیا ہے کیوں کہ ایک عورت، غیر سے لگاؤ رکھتے ہوئے، اپنے شوہر کو اتنا دکھ نہیں پہنچا سکتی جتنا کہ ایک بے وفا شوہر اپنی بیوی کو پہنچاتا ہے -

لکشمن — اس کے جواب میں آپ کا پیام کیا ہے ؟

سیتا — کس کے لئے ؟

لکشمن — اپنے سوامی کے لئے -

سیتا — ایسے میں کوئی پیام - ؟ نہیں - رانی ماؤں کو میری طرف سے پر نام کرنا اور کوشش کرنا کہ وہ مجھے محبت سے یاد کریں کیونکہ میں جنگل میں جانوروں کے ساتھ غیر محفوظ زندگی بسر کروں گی -

لکشمن — آپ کا حکم سر انکھوں پر - مالک کے لئے بھی کوئی پیام آپ کے پاس ہے ؟

سیتا — نردیٔ ۔ ان کے لئے میرے پاس جو پیام ہے وہ برداشت سے باہر ہے ۔ سیتا کی خوشیاں اس میں کہاں ۔ پھر بھی اتنا کہہ دینا ۔

"مجھ بد نصیب کی جدائی میں اتنے غمگین نہ ہو جانا کہ رعیت اور سادھوں کی دیکھ بھال میں خلل پڑے ۔ سارے ضروری فریضوں کا خیال رکھنا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا بھی ، لکشمانا ، میرے پیا ۔ میں راجہ کو کیسے برا کہہ سکتی ہوں ۔ ؟

لکشمن — کیا آپ اتنا بھی نہیں کر سکتیں ۔

سیتا — اور ہاں ، یہ بھی کہنا — راج دھانی سے نکالے جانے کا اتنا دکھ نہیں جتنا دل سے نکال دیئے جانے کا دکھ ہے ۔

لکشمن — یہ بات واجبی ہے ۔ (آہستہ سے)

ایسا شاید ہی ہو ۔ مالک کے دل سے یہ نکل نہیں سکتیں ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی اپنی ہی گھر والی کو اپنے گھر سے یا اپنے وطن سے نکال باہر کر دے ۔

سیتا — ایک اور بات بھی سنا دینا ۔

"اگرچہ میرے اندر کوئی ایسی بھاونا نہیں ہے پھر بھی اس جنگل میں سزا کے دن گزارتے ہوئے ، میری آرزو ہے کہ پرانی مترتا کے کارن ، میری بے بسی کے کارن ، یا پھر کیول اس بات کے کارن کہ میں سیتا ہوں کبھی کبھی مجھے یاد کر لیا کرنا ۔"

لکشمن — یہ پیام میرے مالک کے زخم ہرے کر دے گا ۔ وہ ایک گہرے دکھ میں ڈوب جائیں گے ۔

سیتا — اگرچہ ان کا کنبہ کافی بڑا ہے لیکن مصیبتوں میں کم ہی غم گسار ملتے ہیں ۔ اب جب کہ میں وہاں سے دور ہوں ، یہ تمہارا کام ہوگا کہ ان کی دیکھ بھال کرو ۔ تمہیں اپنے بھائی کا پوری طرح خیال رکھنا پڑے گا ۔

لکشمن — یہ آپ کی بڑائی ہے۔

سیتا — اور پھر لکشمانا ، میرے بھیا ۔ میرا سلام مقدس ایودھیا تک لے جانا وہ ایودھیا جو راگھو خاندان کا گہوارہ ہے۔ مہا راج کے مجسمہ کو پر نام کرنا ۔ رانی ماتاؤں کا حکم ماننا ۔ میری سب سکھیوں اور ھمجولیوں کو تسلی دینا اور مجھ نا خوش و نامراد کو بھی یاد کرتے رھنا ۔ (رونے لگتی ہے)

لکشمن — (متاثر ھو کر) طوفان کے دیوتا کے لڑکے نے میرے ساتھ دشمنی کی ۔ میں لنکا کے میدان میں زخمی ھو گیا ۔ اس نے میرے زخموں پر مرھم رکھا ۔ میں بہت جلد چنگا ھو گیا ۔ یہ سب اس لئے ھوا تا کہ آج میں ان بے رحم ھاتھوں سے دیوی کو جنگل میں اکیلا چھوڑ جاؤں اور ان کی آہ و زاری سنوں ۔ (گرد و پیش پر نظر ڈالتے ھوئے) ۔

رانی کو اس حال میں دیکھ کر ھرن آنسو بہا رہے ھیں ۔ انہوں نے چرنا چھوڑ دیا ہے۔ ھنس اداس ھو گئے ھیں ۔ ان کی آوازیں رندہ گئی ھیں ۔ موروں نے ناچنا چھوڑ دیا ہے۔ ان جانوروں کے سینوں میں شاید انسانوں سے زیادہ نرم دل موجود ہے ۔

سیتا — لکشمانا — دیکھو سورج ڈوب رھا ہے ۔ بستی یہاں سے بہت دور ہے ۔ پرندے اپنے بسیروں کی طرف اڑ رہے ھیں ۔ جنگلی جانور اپنی رات کی گشت پر نکل گئے ۔ تم بھی اب چلے جاؤ ۔ دیر مت کرو ۔

لکشمن — (ھاتھ جوڑے ھوئے) یہ لکشمن کا آخری دعاؤں بھرا سلام ہے اسے ذرا توجہ سے سن لیجئے ۔

سیتا — میں یوں بھی سن رھی ھوں ۔

لکشمن — میں رانی جی سے پرارتھنا کروں گا ۔

اپنے شوھر ، رشتہ داروں اور سکھیوں کی یاد میں آپ اتنی غمزدہ نہ ھو جائیں کہ موت آپ کو ھم سے چھین لے ۔

اکشا کو گھرانے کا وہ بچہ جو آپ کے پیٹ میں جنم لے رہا ہے آپ سے حفاظت کی بھیک مانگتا ہے۔

سیتا — یہ الفاظ برداشت نہیں ہوتے۔

لکشمن — ایک اور ارداس۔

سیتا — وہ کیا۔

لکشمن — اپنے بڑے بھائی کے حکم کی تعمیل میں، میں آپ کو اس بن میں چھوڑ جاتا ہوں۔ مجھے اس خطا کے لئے معاف کر دیجئے۔

سیتا — (الجھن کی حالت میں) یہ بات خود بہت اچھی ہے کہ تم اپنے بڑوں کے کہے پر چلتے ہو۔ اس میں تمہاری خطا کیا ہوئی؟

لکشمن — (پرنام کرتے ہوئے سیدھی طرف چلا جاتا ہے)

سیتا — (روتی ہے)

لکشمن — (اوپر دیکھتے ہوئے) او دنیا کے رکھوالو، میری دعا کا پالن کرنا۔ یہ دیکھنا، طاقتور اور جنگ آزما دسرتھ کی بہو۔

سیتا — یہ بول کتنے اچھے ہیں۔

لکشمن — مادھو کو مارنے والے مہاراج رام چندر کی دھرم پتنی۔

سیتا — میرے ایسے بھاگ کہاں۔

لکشمن — اپنے پتی کے گھر سے دور ہے۔

سیتا — (اپنے کانوں پر ہاتھ دھر لیتی ہے)

لکشمن — اور یہاں تنہا رہتی ہے۔ اس ویران جنگل میں۔ میں تمہارے چرن چھوتا ہوں۔ تم اس کی نگہبانی کرنا۔

سیتا — (اپنے پیٹ کے بچے کی طرف اشارہ کرتی ہے)

لکشمن — اور ، اے مقدس دریا ، میں دیوی جی کی خاطر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب ان کے وضع حمل کا وقت آ جائے اور وہ تھکن سے چور ہو جائیں تو ، تو اپنی بھیگی اور کنول کی خوشبو سے مہکی ہوئی ہواؤں سے انہیں فرحت پہنچا اور جب رانی جی ، تیرے پانی میں نہانے کے لئے اتریں تو ، تو اپنے دھارے کو پل بھر کے لئے روک لے -

اس جنگل میں جو جو رشی رہتے ہیں ' میں اپنا سر ان کے آگے جھکاتا ہوں اور بنتی کرتا ہوں کہ وہ اس دیوی پر اپنی کرپا کی نظر رکھیں ' کیونکہ یہ استری اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اور اس وقت بے سہارا ہے اور پھر رانی کی ذات تو ہمیشہ مقدس ہوتی ہے -

او برگزیدہ دیوتاؤ ' میں ادب سے تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں - تم میری بات گھڑی بھر کے لئے سنتے جاؤ - یہ دیوی تمہاری حفاظت میں ہے - تم اس کی ' سوتے میں ' بے ہوشی میں اور ہر مصیبت میں حفاظت کرنا -

اے جنگل کے جانورو ، تمہیں یہ راستہ چھوڑ دینا ہے ' کیونکہ کسی کو کسی کے علاقے میں گھس آنے کا ادھیکار نہیں - اے ہرنیو ، اس کی سکھیاں اب تم ہی ہو - اسے ایک پل کے لئے بھی اکیلا نہ چھوڑنا -

اے میٹھے پانی کے جھرنو ' اے دیوتاؤ جو سب کی رکھوالی کرتے ہو ' اے گنگا ماتا ، اے اونچے پربتو ' لکشمن بار بار تم سے یہی بھیک مانگتا ہے کہ اس رانی کی حفاظت کرنا -

اب مجھے جانا چاہئے -

(پرنام کرتا ہے اور چلا جاتا ہے)

سیتا — کیا سچ مچ لکشمانا چلا گیا اور مجھے اکیلا چھوڑ گیا - (ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) ہائے ہائے میں کتنی ابھاگن

ہوں ۔ سورج ڈوب گیا ۔ لکشمن اتنی دور چلا گیا کہ اب میری آواز بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی ۔ ہرنیاں اپنے گھروں کی طرف چلی جا رہی ہیں ۔ پنکھ پکھیرو اپنے اپنے بسیروں کی اور اڑ رہے ہیں ۔ جنگلی جانور شکار کی تلاش میں گشت پر نکل گئے ۔ آہ اندھیرا کس غضب کا ہے ۔ کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔ جنگل خاموش اور اداس ہے ۔ میں ابھاگنی ، آخر کہاں جاؤں ، کیا کروں ؟ کیا میں اکیلی اس بن کی اداسیوں میں ماری ماری پھرتی رہوں ۔ میں نے آخر کیا قصور کیا ہے جو یوں مجھے الگ کر دیا گیا ہے ؟ آخر کس واسطے یہ سارے دیوتا ، جنہیں لکشمن نے پکارا ہے ، یہ مہارشی واسیشتا ، والمیکی اور سب کے سب ، راگھو کے گھرانے سے مل کر ، میرے بیری ہو گئے ہیں ۔ (اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے) ۔

[والمیکی داخل ہوتا ہے]

والمیکی — آشرم کے لڑکوں نے جو شام کے اشنان کے لئے گنگا کا کنارہ ٹھیک کر رہے تھے ، یہاں کسی استری کو تنہا اور روتا ہوا دیکھا تھا ۔ وہ کہتے تھے کہ وہ حاملہ بھی ہے ۔ اے بھگوان ، میں اسے کہاں ڈھونڈوں ۔ (ڈھونڈھنے کا اظہار کرتے ہوئے) ۔

سیتا — (ہوش میں آ کر) یہ کون ہے جو مجھے پنکھا جھل رہا ہے ؟ (سوچکر) نہیں ، یہاں کوئی نہیں ۔ یہ پوتر گنگا کی لہریں ہیں جو لکشمن کے کہنے پر مجھے اپنی ہواؤں سے سے شانت کر رہی ہیں ۔

والمیکی — یہاں کیسا گھپ اندھیرا ہے ۔ کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔ مجھے پکارنا چاہئے ۔ ہو ۔ او ۔ میں یہاں ہوں ۔

سیتا — (خوشی سے) اوہ ۔ لکشمانا — کیا تو واپس آ گیا ؟

والمیکی — میں لکشمانا نہیں دیوی ۔

سیتا — (اپنا چہرہ ڈھانکتے ہوئے) کتنی خوف کی بات ہے۔ یہ اجنبی پھر کون ہوگا۔ اب میں اس آفت سے کیسے چھٹکارہ پاؤں (سوچتے ہوئے) اس حال میں کہ عورت ہوں اور اکیلی ہوں۔

والمیکی — میں یہاں کھڑا ہوا ہوں، میری بچی۔ تمہیں کسی اجنبی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ایک سادھو ہوں اور تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ مجھے اشرم کے بچوں نے بتایا تھا کہ وہ گنگا اشنان کے بعد شام کی عبادت سے فارغ ہو کر لوٹ رہے تھے کہ انہوں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔ ہاں تو دیوی، یہ بپتا تم پر کیسے پڑی جب کہ انصاف کے رکھوالے رام چندر اس دھرتی پر راج پاٹ کرتے ہیں۔

سیتا — یہ بپتا مجھ پر اسی چندرتا کی طرف سے ہے مہاراج۔

والمیکی — تو کیا، راما تمہارے اس دکھ کے کارن ہیں؟

سیتا — ہے تو یہی۔

والمیکی — تب تو دیوی جی، رام کے دیئے ہوئے بن باس میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ سادھو صرف اشیرواد دے سکتا ہے (جانے کے لئے مڑتا ہے)۔

سیتا — پر یہ تو سوچئے مہاراج۔

والمیکی — وہ کیا؟

سیتا — راما نے مجھے بن باس دیا، اس لئے میں آپ کی نظر میں رحم کے قابل نہیں۔ مگر میری کوکھ میں، راگھو، سگارا، دلیپا اور دسرتھا کی طرح جو گنوان جنم لے رہا ہے کیا اس کی خاطر بھی مجھے سہارا نہیں ملے گا۔

والمیکی — (پیچھے مڑ کر) یہ کیا — اکشا کو گھرانے کے یہ سارے نام اسے کیسے آ گئے۔ مجھے پوچھنا چاہیئے۔ میری بچی، کیا تم دسرتھ کی بہو ہو۔

سیتا — جی

والمیکی — راجہ ویدھا کی لڑکی ہو ؟

سیتا — جی

والمیکی — تو کہا ، سیتا — ! ؟

سیتا — سیتا کہاں رھی مہاراج ' میں تو ابھاگن ہوں ۔

والمیکی — ھائے ۔ میں تو مر گیا — میں بھی ابھاگی ھوں ۔ لیکن دیوی تم محل سے کیسے نکل پڑیں ۔

سیتا — (شرم کا اظہار کرتی ھے)

والمیکی — یہ لجانا کیسا — ؟ ٹھیک ۔ تو میں اپنے من کی آنکھ ھی سے دیکھ لوں ۔ (گہری سوچ کا اظہار کرتے ھوئے) میری بچی راما نے تجھے الگ کر دیا ھے ۔ صرف لوگوں کی تہمتوں سے گھبرا کر — اپنی مرضی کے خلاف — تو بے گناہ ھے ' بیٹی ۔ اٹھ میرے ساتھ آشرم کو چل ' میں تجھے نہ چھوڑوں گا ۔

سیتا — مہاراج مجھے بتائیے ' آپ ھیں کون ؟

والمیکی — تو سن ۔

میں تیرے باپ راجہ جنک کا پرانامتر ' راجہ دسرتھ کا بچپن کا ساتھی ' والمیکی ھوں ۔ دیوی ' اجنبی کا خوف دل سے بالکل نکال دے ۔ میں اجنبی نہیں ۔ تیرے باپ سمان ھوں ۔ تیرے سسر کی طرح ھوں ۔

سیتا — پرنام کرتی ھوں ۔

والمیکی — بھگوان کرے ' تو ان گنوانوں کی ماں بنے اور تیرا شوھر تجھے مل جائے ۔

سیتا — دنیا کے لئے تو مہاراج ' آپ والمیکی ھیں لیکن میرے لئے تو پتا سمان ھیں ۔ مجھے آشرم کا راستہ دکھائیے پتا جی ۔

(گنگا کو دیکھ کر ہاتھ جوڑ لیتی ہے) پوتر بھاگیرتی ' اگر میری زچگی آسانی سے ہو گئی تو میں تیرے چرنوں میں ہر روز چنبیلی کے پھولوں سے گندھا ہوا ایک خوبصورت ہار (کند مالا) نذر کروں گی ۔

والمیکی — یہ راستہ بڑا کٹھن ہے بیٹی ۔ خاص کر تمہارے لئے ' اس لئے میں جیسے بتاؤں ویسے چلے آؤ ۔

آگے کشا کی جو گھاس نظر آ رہی ہے اس پر آہستہ آہستہ قدم رکھو ۔ اب ذرا یہاں جھک جاؤ ۔ دیکھو یہ ڈالی کیسی جھکی چلی آتی ہے ۔ بائیں طرف ایک خطرناک گڑھا ہے اس لئے سیدھی طرف جو جھاڑیاں ہیں انہیں تھامے رہو ۔ ہاں یہ ہموار زمین آ گئی — کنول جھیل کے پانی میں اپنے چرن دھو لو بیٹی ۔

سیتا — (ہدایت کے مطابق عمل کرتی ہے)

والمیکی — (سیتا کو مخاطب کر کے)

اکشا کو گھرانے کی تمام مقدس رسمیں ہم انجام دیں گے ' اپنے بچے کے لئے چنتا نہ کرو بیٹی ۔ آشرم میں جو بڑی عمر والی عورتیں ہیں ' تم ان کے چرنوں میں ' کوشلیا کے چرنوں کا سکھ پاؤ گی اور دوسری داسیاں تمہاری بہنیں ہیں ' سکھیاں ہیں ۔

(چلے جاتے ہیں)

ڈراپ ۔

ایکٹ — ۲

تعارفی منظر

[آشرم کی دو داسیاں داخل ہوتی ہیں]

پہلی داسی — آہ - پیاری ویداوتی ، تیرے لئے ایک خوش خبری ! تیری پیاری سکھی سیتا نے دو بچے جنم دیئے ہیں - بھورے بھورے بالکل راما کے سے -

ویداوتی — مجھے بڑی خوشی ہوئی - کیا نام ہیں ری ان کے ؟

پہلی داسی — مہارشی نے بڑے کا نام کس رکھا ہے اور چھوٹے کا لو -

ویداوتی — کیا وہ راستہ پر بھاگ سکتے ہیں -

پہلی داسی — بے شک ، کیوں نہیں !

ہرن کے بچوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے وہ شیر کے بچوں کی طرح چست و چوبند ہو جاتے ہیں اور جب آشرم کی داسیاں انہیں اس طرح دوڑتا دیکھتی ہیں تو ان کے من خوشی سے پھولے نہیں سماتے -

وہ آشرم کے باسیوں کی گود میں کھیلتے ہیں اور اب تو والمیکی کی رامائن بھی وہ سیکھ رہے ہیں -

ویداوتی — یہ بات سن کر مجھے ایسا لگتا ہے جیسے سیتا کی نیکیاں اس کے کام آ گئیں - ان بچوں نے برھا کے بھیانک جیون کو اپنی پریت سے آسان بنا دیا ہے -

پہلی داسی — میرے خیال میں تو اس کی نیکیوں کا پھل کچھ اور بھی زیادہ ہونا چاہیئے تھا - لیمزا کے جنگل سے بھی کوئی خبر ہے -

ویداوتی — مہاراج کی یگیہ کے لئے سارا سامان جوڑ لیا گیا ہے - سادھوؤں کو ان کی بیویوں کے ساتھ بلاوے بھیجے گئے ہیں -

پہلی داسی — کیا مہاراج والمیکی بھی بلائے گئے ہیں ؟

ویداوتی — میں نے سنا ہے ، راما کی طرف سے ایک آدمی والمیکی کے آشرم پر بھی آ چکا ہے - سیتا آخر کہاں ہے - ؟

پہلی داسی — وہ دیکھ - سال کے پیڑ کی ٹھنڈی چھاؤں میں سیتا بیٹھی ہے - چل ، میں تجھے سنگ لے چلوں -

(جاتے ہیں)

تعارفی منظر ختم ہوا

[سیتا اسی طرح زمین پر بیٹھی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے]

سیتا — آہ - مرد کے دل کا کیا بھروسہ ، وہ فطرتاً کٹھور ہوتا ہے - شادی کے بعد ہماری زندگی کیسی مثالی زندگی تھی - آکاش پراوما اور مہیشورا ، دھرتی پر سیتا اور راما - مگر بنا قصور کے مجھے اس طرح برباد کر دیا گیا ہے - جیسے بھگوان کی مرضی ! شکایت کرنے والی ، میں ہوتی کون - لیکن سینکڑوں کوس ان سے دور رہ کر ' کسی قصور کے بنا ، میں تو خود درد و غم کی تصویر ہو کر رہ گئی ہوں - ان کے ساتھ چاند کا آکاش پر ڈولنا کتنا بھلا معلوم ہوتا تھا - کوئل کے مدہ بھرے گیتوں میں کتنا رس تھا - ملایا سے آنے والی ہوائیں ، ان کی موجودگی میں کیسی خوشگوار ہوتی تھیں - لیکن آہ - اب سننے ، دیکھنے اور محسوس کرنے کے لئے میں اکیلی رہ گئی ہوں - مجھ جیسی عورت کے لئے برہ کی حالت میں کچھ سوچنا ہی بیکار ہے - متھلا کی رعیت ، اپنی اپنی عرضیاں لے کر میرے پاس چلی آتی تھی کیونکہ میں مہاراج کی چہیتی بیوی تھی - اور اب اس حال

میں پہنچ گئی ہوں کہ مجھے کوئی پوچھ کر بھی نہیں دیکھتا - اپنے بن باس پر جی اتنا نہیں کڑھتا ، جتنا اس شرم سے کڑھتا ہے کہ میں ابھا گن ، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہوں - اور اب تو بچے بھی ہو گئے - بڑے بھی ہو گئے - محترم والمیکی ان دنوں کتنے مہربان ہیں - میرے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ گہری آہیں بھر بھر کر جیون کا ناس کرتی رہوں - مجھے تو اس جنگل میں سزا کے دن گزارنے ہیں اور اپنے جیون کو اسی ڈھب پر رکھنا ہے - ان باتوں سے ہٹ کر ، کیا میں نے اپنی پیاری ویداوتی کو کوئی پیام نہیں بھیجا ، اسے بلایا بھی نہیں - موت مانگتے ہوئے اس خیال سے بھی رکاوٹ ہوتی ہے -

(ویداوتی داخل ہوتی ہے)

ویداوتی — میں نے سادھوؤں کو پرنام کر لیا ہے اور مہمانوں کی سواگت بھی کر لی ہے - اب مجھے سال کے پیڑ تلے جانا چاہئے تاکہ اپنی پیاری سکھی سے مل سکوں - (آگے بڑھتے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) راجہ ویدھا کی یہ لڑکی اس بیل کی طرح ہے جو گرمیوں کی لو سے گھبرا کر سال کے پیڑ سے لپٹ جاتی ہے اور اپنی گری ہوئی حالت کا اظہار اپنے پیلے پن اور مرجھانے سے کرتی ہے - اب مجھے اس کے پاس چلنا چاہئے - (قریب آتی ہے) اوہ ، تو وہ یہاں ہے - فکروں سے نڈھال — وہ کتنی اداس دکھائی دیتی ہے - بالوں سے چہرے کو ڈھک لیا ہے - میں اسے پکار کیوں نہ لوں - (پکارتی ہے) ویدھی ، میری پیاری —

سیتا — (سراسیمگی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) ویداوتی - میری پیاری ، تجھے دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے - تیرا آنا شبھ ہو - (اسے لپٹا لیتی ہے اور اسے اپنے قریب بٹھا لیتی ہے)

ویداوتی — کس اور لو تو اچھے ہیں ؟

سیتا — ان کے اور ساتھیوں کی طرح ہیں ۔

ویداوتی — تم کیسی ہو ؟

سیتا — (ویداوتی کے موباف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس کی طرح ۔

ویداوتی — (خود سے) بے چاری ، کتنی دکھی ہے یہ — مجھے راما کی بدسلوکی کا ذکر کر کے اسے دلاسہ دینا ہوگا (بآواز بلند) اری باوری ، اخیر مہینے کے چاند کی طرح تو اپنے آپ کو کس لردیٔ کے غم میں گھلائے جا رہی ہے ؟

سیتا — وہ نردیٔ کیسے ہوئے ؟

ویداوتی — تجھے الگ جو کر دیا ہے ۔

سیتا — مجھے الگ کر دینے سے ؟

ویداوتی — (موباف سے کھیلتے اور ہنستے ہوئے) یہی اور لوگ بھی کہتے ہیں ، تجھے الگ کر دیا گیا ہے ۔

سیتا — صرف شریر سے الگ کیا گیا ہے ، من سے نہیں ۔

ویداوتی — دوسرے کے من کی بات تو کیسے جان سکتی ہے ری ؟

سیتا — ان کا من ، سیتا کو چھوڑ کر دوسرے کا کیسے ہوا ؟

ویداوتی — آہ ، کیسی سدا رہنے والی پریت ہے یہ — !

سیتا — کیا میرے مالک سدا کے لئے میرے نہیں ؟ کیا میں وہی ابھاگن نہیں جس کے کارن میرے مالک نے اتنا بڑا پل بنا دیا تھا ۔ جگ سارا یہ جانتا ہے ۔

ویداوتی — تو اپنے آپ کو دھوکا دے رہی ہے پیاری — وہ تو ایک بہادر فوجی کا غصہ تھا ، راون کے خلاف ، وہ سیتا کی محبت کہاں تھی ۔

سیتا — ایک اور بات سن ۔

ویداوتی — کیسی بات ؟

سیتا — یہی ، کہ ۔

ویداوتی — آخر کیا ؟

سیتا — (شرما کر ، فخر سے) اتنی مدت بیت گئی مگر رام کے سینے کو کسی اور استری کا سانس چھو نہیں سکا ۔

ویداوتی — اتنی مغرور نہ ہو پیاری ، سمے آ گیا ہے جب راما کو بلیدان دینا ہوگا ۔

سیتا — کس کارن ؟

ویداوتی — اشومیدہ (گھوڑے کی قربانی) کے موقعے پر کیا راما کو اپنے جیون ساتھی کا ہاتھ نہیں چاہئے ۔

سیتا — میرا راج میرے مالک کے دل پر ہے ، ان کے ہاتھ پر نہیں ۔

ویداوتی — (الگ) اس کے پیار میں کوئی فرق نہیں آ سکتا (بآواز) اے سکھی ، جب تو اپنے ننھے بچوں کے چہروں پر نظر ڈالتی ہے تو کیا یہ تیرے بن باس کے دکھ کو دور نہیں کر دیتے ؟

سیتا — دکھ دور کرنے سے تو دکھ اور بھی بڑھ جاتا ہے ، پگلی !

ویداوتی — وہ کیسے ؟

سیتا — پہلے پہل ، یہی بچے میرا چہرہ دیکھتے اور ہنس دیتے تھے ۔ ہنسنے میں ان کے ننھے ننھے دانت ، ادھ کھلی کلیوں کی طرح دمک اٹھتے وہ مجھے اپنی پیاری پیاری آواز میں پکارتے تھے ۔ ویسے میں ، میں راما کی یاد میں ڈوبی رہتی تھی ۔ پر اب وہ بڑے ہو رہے ہیں ۔ ان کا بچپن اب پیچھے ہوتا جا رہا ہے ۔ وہ لڑکپن کی منزل سے آگے نکل گئے ۔ انہیں دیکھ کر میرا دل کڑھنے لگتا ہے ۔

ویداوتی — آہ ، اس کی بے رحمی کتنی گمبھیر ہے ۔ سیتا کے لئے اس کے بچے اب سکھ اور شانتی نہیں لا سکتے ۔

سیتا — ویداوتی ، میری پیاری — شاید —

ویداوتی — یہ شرم کس بات کی ؟ بول نا ، ”میں اپنے سوامی کو دیکھوں گی ۔“

سیتا — (خود سے) مجھے شرم کیوں ہو ۔ میں تو کہوں گی ۔ (بآواز) شاید میرے جنم لینے کا منشا ہی یہ ہے کہ میں کس اور لو کے باپ کو دیکھ سکوں ۔

ویداوتی — نہیں — وہ سمے آئے گا رانی ، جب تجھے راجہ کا درشن کرنا ہو گا ۔

سیتا — وہ کیسے ؟

[ایک اوتار کی پس پردہ آواز]

اے آشرم کے نیک باسیو — میری بات دھیان لگا کر سنو ۔

یہاں سے کچھ دور گھوڑے کی قربانی ہونے والی ہے ۔ اس رسم کے لئے ساز و سامان جوڑ لیا گیا ہے ۔ دور دور کے ملکوں سے وسیشتا اور اتریا جیسے بڑے بڑے رشی اکھٹے ہو گئے ہیں ۔ صرف مہارشی والمیکی کے آنے کا انتظار ہے ۔ مہاراج بھی اس وقت تک اس رسم کو شروع نہیں کرنا چاہتے اور اب واما کی طرف سے لوگ یہاں چلے آئے ہیں تاکہ والمیکی کے آشرم میں رہنے والوں کو بلا لے جائیں ۔ اس لئے تم دیر نہ کرو ۔

سب رشی جائیں اور تیرتھ یاترا کا پانی لے آئیں ۔ پوتر آگ جلتی رہے ۔ دربھا کی گھانس تازہ رہے ۔ آشرم کی لڑکیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی کٹیا کے آنگن میں چھڑکاؤ کر رکھیں ۔

سیتا — مجھے جلدی کرنا چاہئے ۔ بہت جلدی ۔ اس سے پہلے کہ نیک کیسپا دعوت میں سدھارنے کے لئے لباس تبدیل کر لیں اور کوچ کا حکم ہو جائے ۔ میں کس اور لو کے جانے سے پہلے ساری مقدس رسمیں دیکھنا چاہتی ہوں ۔

(جاتی ہے)

ڈراپ

ایکٹ - ۳

تعارفی منظر

[ایک سادھو تھکا ہارا ، کندھے پر بوجھ لادے سفر سے آتا ہے]

سادھو — (تھکن ظاہر کرتے ہوئے) افوہ ! اس تپتے ہوئے موسم میں تو بھن سا گیا ہوں - میرے پاؤں ایسے تھک گئے ہیں کہ میں نہ تو انھیں سمیٹ سکتا ہوں ، نہ پھیلا سکتا ہوں - میرے تلوے گرمی سے پک گئے ہیں اور ان میں چھالے پڑ گئے ہیں - اس کے باوجود ، سیتا جیسی کومل بدن استری ، کس اور لو جیسے نازک بچے ، تمام سادھوؤں ، ساونتوں کے ساتھ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے نیمزا کے جنگل میں اتر آئے ہیں - اور میں ابھی اس جنگل کے دروازے تک بھی نہیں پہنچا - (سوچتے ہوئے) اب کون ہے جو مجھے نیمزا کی راہ دکھائے ؟ (گردو و پیش پر نظر ڈالتے ہوئے) یہ کیا ، رام جی اور لکشمن جی بھی نیمزا کے جنگل میں آ گئے - کیوں نہ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لوں - (جاتا ہے)

[تعارفی منظر ختم ہوا]

[راما غم و اندوہ سے مرجھایا ہوا داخل ہوتا ہے - اس کے آگے آگے لکشمن ہے -]

لکشمن — بھیا ، اس طرف سے - (گھومتے ہوئے)

بہت دن ہوئے ، اسی طرح بے گناہ رانی بھی جنگل میں چھوڑ دی گئی تھیں - ایسے جنگل میں جہاں کوئی منش کبھی نہیں پہنچا - اب پھر میں وہیں آ گیا ہوں - ہائے ، میں کیسا بد نصیب ہوں - اپنے بھائی کے غموں سے گھبرا کر ، نہ جانے میں کدھر جا رہا ہوں - راجہ رام چندر جی ،

جو اپنے گھرانے کی آخری نشانی ہیں ' انہیں لئے لئے میں کن
راستوں پر نکل آیا ۔

لکشمن — آہ ۔ یہ بات کتنی سچی ہے ۔

" غفلت سے نصیبہ اجڑتا ہے اور گھمنڈ سے پریت
بزدلی سے لاج جاتی اور دکھ سے صبر و قرار "

اب یہی دیکھو ' رام چندر جی یہاں ہیں ' جن کا
ارادہ مندرا کے پہاڑ کی طرح اٹل ہوا کرتا تھا ۔ والمیکی کے
آنے کی خبر سن کر ' ان کے آشرم کی اور ' گومتی کے کنارے
ان سے ملنے کو نکل پڑے تھے ۔ مگر اب اپنے چھپے ہوئے غم
کی آگ سے ایسے بے دھیان ہو گئے ہیں کہ انہیں اپنی
منزل ہی یاد نہیں ۔ وہ نیمزا کے بڑے جنگل کی طرف کھنچے
جا رہے ہیں ۔ تو کیا میں انہیں ' ان کی بد حواسی پر
خبردار نہ کر دوں ؟ نہیں ۔ اس سے کیا حاصل ؟ میں بیگار کی
طرح ان کے آگے آگے بھاگ چلتا ہوں تاکہ وہ بے جانے بوجھے
والمیکی کے آشرم تک پہنچ جائیں ۔ اس طرف بھیا — اس طرف

راما — (آہ بھرتے ہوئے) سمندر پر چٹانوں کا پل بے کار ہی بنا
تھا ۔ اگنی کے دیوتا نے اس کی پاکی کا ثبوت دیا تھا لیکن کسی
نے نہ مانا ۔ میں نے اکشا کو گھرانے کی آنے والی نسل کی
بھی پروا نہ کی جو دنیا بھر میں مشہور ہے ۔ میں نے نہ
جانے کس دیوانگی میں متھلا کی رانی کو تیاگ دیا ہے ۔
(آگے کی طرف گھومتے ہوئے)

اوہ ' کیسا دکھ ہے ۔ ہائے ! غریب ' بے چاری کا
بن باس برداشت سے باہر ہے ۔ وہ کیا ہے ' جسے وہ دیکھ
سکے ۔ جس کے خیال سے اسے راحت کا احساس ہو ۔ سیتا کے
زندہ رہنے کے لئے ' اس جنگل میں جو درندوں کا گھر ہے ،
آخر وہ کون سی امید ہے ' وہ کون سی آشا ہے ؟

لکشمن — (آہستہ سے) وہ رانی کے بن باس کی بات سونچ رہے ہیں

اور اپنے بچوں کی تباھی کا انہیں غم ھے۔ وہ کیسے بے کل ہوئے جاتے ھیں ۔ کیوں نہ میں ان کے دماغ کو رانی سے ہٹا کر کسی اور بات کی طرف متوجہ کر دوں (بآواز) ذرا اس راستہ کو دیکھئے ۔

اے بھلے مانس — یہ دیکھنا ' آپ کے آگے گومتی بہہ رھی ھے ۔ اس کا پانی زمرد کی طرح ہرا ھے ۔ ایسا کسی اور دریا کا نہیں ۔ اس کے چاروں اور ھنسوں کے مدھر گیت خوشیوں کے جال بن رھے ھیں ۔ اس کے کنول بن کی خوشبو دھرتی کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے سے ملا رھی ھے ۔

راما — (ھوا کا اثر محسوس کرتے ہوئے) جب سے سیتا مجھ سے بچھڑ گئی ھے ، ملایا کی خوشگوار ھوائیں ، موتی کے ھار ' صندل کا کا لیپ او ر چاند کی ٹھنڈی روشنی ' ان سبھوں نے میرے دکھ کو دوبالا ھی کیا ھے ۔ مگر اب گومتی کی یہ ھوائیں نہ جانے کیوں میرے من میں خوشی کی جوت جگا رھی ھیں ۔ ایسا معلوم ھوتا ھے جیسے ہمیں کہیں وہ بھی اپنے بن باس کا اجڑا جیون بتا رھی ھے ۔

لکشمن — یہاں سے پانی تک راستہ بڑا خراب ھے' اس لئے بھیا زرا دھیان سے آئیے ۔ (دونوں اترتے ھیں) (کچھ دیکھ کر) اس رتیلے ساحل پر یہ کس کے نقش قدم ھیں ۔ ساحل کی بیلیں بتا رھی ھیں کہ ان کے پھول توڑ لئے گئے ھیں کیونکہ صرف پھولوں کے ڈنٹھل اب ان پر دکھائی دیتے ھیں ۔ پیڑوں کے سائے اتنے گھنے نہیں ' ایسا معلوم ھوتا ھے جیسے ان کی کونپلیں چھانٹی جاتی رھی ھیں ۔ اس لئے مجھے یقین ھے کہ یہاں کہیں نہ کہیں انسان بستے ھیں — اس کے علاوہ —

یہ رتیلے کنارے پانی کی بوندوں سے گیلے ہو گئے ھیں جیسے اشنان کے بعد لوگ ادھر سے گزرے ھوں ۔ دیوتاؤں کے چرنوں میں چڑھائے ہوئے پھول بھی ھر طرف بکھرے ہوئے ھیں اور یہ دیکھو' ھلکی ھلکی موجوں میں ' کسی

ناگن کی طرح لہراتا ہوا ، یہ چنبیلی کا ہار بھی ہے ۔

راما — صرف اتنا ہی نہیں کہ یہیں کہیں انسانوں کی آبادی ہو گی بلکہ — وہ بھی یہیں ، دریا کے اس پار ہوگی ، ضرور ہوگی ۔

لکشمن — کیسی حیرت کی بات ہے ! یہ چنبیلی کا ہار ، مہاراج ، آپ کے چرنوں کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ دریا کی ہلکی ہلکی موجیں اسے ہولے ہولے آپ سے قریب کر رہی ہیں جیسے وہ آپ کی پوجا کے لئے آیا ہے ۔ ذرا ہار کو دیکھئے مہاراج ، اس کے گوندھنے میں کیسا جتن کیا گیا ہے ۔

(ہار اٹھا کر رام کو دیتا ہے)

راما — (غور سے دیکھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتا ہے) پیارے لکشمن ، اس ہار کے گوندھنے میں جو گن دکھائے گئے ہیں وہ ، ایسا معلوم ہوتا ہے ، میرے لئے نئے نہیں ۔

لکشمن — آپ نے ایسا ہار ، اور بھی کہیں دیکھا ہے ؟

راما — اور کہاں دیکھ سکتا ہوں ۔

لکشمن — آپ کا مطلب ہے ، رانی کے پاس ؟

راما — ہاں

لکشمن — ایک مورکھ منش کیا جانے کہ اس ساری دنیا کا پیدا کرنے والا ، اپنی دل لگی کے لئے کیسے کیسے کھیل رچاتا ہے میرے مالک ، آئیے ۔ دریا کے اس پار چلیں اور اس چنبیلی کے ہار کو گوندھنے والے ہاتھوں کا پتہ لگائیں ۔

راما — انسان کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں میں پہچان ہو سکتی ہے لیکن ہم ایسے خوش نصیب کہاں ۔ سیتا ایسے اجڑے بن میں ہوگی ، دل یقین نہیں کرتا ۔ پھر بھی مجھے راستہ دکھاؤ تاکہ ہم اس بستی تک پہنچ جائیں جو دریا سے بہت دور نہیں ۔

لکشمن — دریا کا یہ کنارہ بہت دشوار گذار ہے۔ ہر طرف مونگھوں کے خول اور نوکیلے کنکر بکھرے ہوئے ہیں - میں جیسے بتاؤں ' دھیرے دھیرے قدم رکھئے -

راما — بہت ٹھیک — یہ ہار مجھے دل سے پسند ہے لیکن ڈرتا ہوں کہیں یہ کسی دیوی کی نذر نہ ہو۔ مجھے یہ نہیں پہننا چاہئے (پھینک دیتا ہے)

لکشمن — اس تنے پر پاؤں رکھئے ۔ یہاں مت اترئیے - یہاں تو مونگھوں کے خول سر اٹھائے ہوئے ہیں - سر جھکا لیجئے ' آپ کے آگے وہ پیڑ کیسا جھکا ہوا ہے۔ اس مورکھ ڈالی سے بچئے ' یہ سب سے الگ ایک طرف کو نکل آئی ہے۔ کہنی سے اسے پیچھے ڈھکیل دیجئے ۔ آہستہ آہستہ پاؤں رکھئے تا کہ ریت کے کیڑے گھبرا نہ جائیں ۔

راما — (ہدایت کے مطابق چلتے ہوئے) چھوٹے بھیا ' مجھے بتا تو سہی ' مہارشی والمیکی کا آشرم ان ہی جنگلوں میں ہے۔

لکشمن — یہ اپ کو کیسے خیال ہوا ؟

راما — دھوئیں کی ایک لکیر ' جو اتنی باریک ہے کہ انجان آنکھوں کو دکھائی نہیں دے سکتی ' آکاش کی اور بڑھ آئی ہے۔ ہواؤں میں سامنوں کے چہچہانے سے ایک میٹھا ترنم پیدا ہو گیا ہے جو کانوں کے پردوں پر بج رہا ہے ۔

لکشمن — آپ بالکل سچ کہتے ہیں ۔ میں آگے جا کر اطمینان کر لیتا ہوں ۔ (آگے بڑھتا ہے اور پیڑ کے تنے کی طرف اشارہ کرتا ہے) جیسے جیسے میں پاؤں بڑھاتا ہوں ' میرا دل کیوں دھڑکتا ہے ؟ میری ایڑیاں کیوں کچی ہو گئیں ۔ آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھاتا ہوں ، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زمین انہیں چھوڑنا نہیں چاہتی ۔ میں ان باتوں کو کیا سمجھوں؟ (سوچتے ہوئے) صاف ظاہر ہے اس طرف سے کوئی مہاپرش گذرا ہے۔ ہاں ٹھیک ہی تو ہے ۔ یہ رہے قدموں کے نشاں — (زمین دیکھتے ہوئے) ۔

راما — چھوٹے بھیا ، زمین پر کیا دیکھ رہے ہو ؟

لکشمن — اس ریتلے ساحل پر کسی کے قدموں کے نشان ہیں بھیا — مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ کسی عورت ہی کے پاؤں ہیں کیونکہ یہ بڑے خوبصورت ہیں اور ایڑی کے گہرے نشان اپنے پیچھے چھوڑتے جاتے ہیں - ان کی انتہائی خوبصورتی ہی سے ان کی نزاکت کا احساس ہوتا ہے - میرے بھیا — یہ دیکھو !

ناز سے سہی ، تھکن سے سہی ، یا عادت سے سہی یہ نشان کچھ ایسے تیکھے اترے ہیں کہ ان قدموں کی مالک کوئی ایسی سندری ہے جو ہنس کی طرح اٹھلاتی اس ساحل سے گزری ہے -

راما — (خوشی سے گھورتے ہوئے) کوئی سندری کیوں کہتے ہو، چھوٹے بھیا ؟ یہ تو سیتا کے قدم ہیں - دیکھونا -

نشان تک بالکل وہی ہے - ویسا ہی گہرا ، ویسا ہی دلفریب ، اس کے پاؤں پر اترے ہوئے کنول کی لکیریں بھی اس میں موجود ہیں - ان کے دیکھنے سے غمزدہ دل شادمان ہو جاتا ہے - یہ ضرور رانی ہی کے قدم ہیں -

لکشمن — (خوش ہو کر) تو پھر ہم انہیں نشانوں پر چلیں - یہ والمیکی کے آشرم کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور چونکہ یہ نقش ابھی تازہ ہیں اس لئے اندازہ ہوتا ہے کہ مہارانی یہیں کہیں قریب ہیں -

(سیتا داخل ہوتی ہے)

سیتا — شام کی عبادت ہو چکی - مقدس آگ پر نذریں چڑھا دی گئیں - میں نے پوتر گنگا میں اشنان کیا اور اس کے چرن چھوئے - چنبیلی کا ہار جو میرے اپنے ہاتھوں نے گوندھا تھا اس کی نذر کر دیا - اب مجھے بیلوں کے اس جھنڈ تلے جانا چاہئے جہاں سایہ ہے ، ٹھنڈک ہے - وہاں سے کچھ پھول توڑ لوں جو مہمانوں کو دیئے جا سکیں -

(پھول توڑنے کا اظہار کرتی ہے)

لکشمن — قدموں کے یہ نشان جن کے ساتھ ہم چل رہے تھے اس ریتلے میدان سے ہٹ کر سخت زمین کی طرف چلے گئے - پھر ان کا کوئی پتہ نہیں - اس لئے ہم کیوں نہ بیلوں کے اس جھنڈ میں تھوڑی دیر کو سستا لیں اور پھر رشی مہاراج سے ملنے کو چل پڑیں -

راما — تمہاری جیسی آ گیا ہو -

(آگے جا کر بیٹھتے ہوئے)

راما — (رونہار آواز میں آہ بھرتے ہوئے) آہ میرے بچپے -

سیتا — (سن کر) یہ کون ہو سکتا ہے جس کی آواز برسات کے گرجتے ہوئے بادل کی طرح گہری ہے اور جس نے میرے جسم کو لرزا دیا ہے، اسی جسم کو جس میں کبھی نہ ختم ہونے والے درد بستے ہیں - دیکھوں تو، یہ ہے کون؟ نہیں یہ بات مجھے شوبھا نہیں دیتی کہ بے جانے بوجھے ایک غلط چیز پر نگاہ ڈالوں - لیکن جان لینے میں کیا ہرج ہے؟ کسی اجنبی کے الفاظ میرے جسم کو احساس کی شدت سے اس طرح لرزا نہیں سکتے - یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ اسی نروی کی آواز ہے جو یہاں تک آ گیا ہے - مجھے دیکھ ہی لینا چاہئے - نہیں، مجھے شرم آتی ہے - میں اپنے آپ میں ہوں اور وہ انجان مجھے نہیں دیکھنا چاہئے (اپنا منھ موڑ لیتی ہے) یہ کیا ہے؟ کیا مجھے اپنے آپ پر قابو نہیں رہا؟ میری آنکھیں خود بخود اُدھر کھنچی جاتی ہیں - اب میں کیا کر سکتی ہوں؟ یہ سب نتیجہ ہے اس پریت کا جو مجھے مہاراج سے ہے - (گھورتی ہے) آہ، ان کے دیکھنے سے کیسی راحت ملتی ہے - لیکن میری لمبی جدائی مجھے اداس کر رہی ہے - میرا دل دکھتا ہے، وہ کتنے دبلے ہو گئے ہیں لیکن ان کی بے رحمی نے میرے وقار کو دھکا پہنچایا ہے - مدتوں کا پیار، میرے اندر تمناؤں

کے دیپ روشن کرتا ہے۔ ان کا حسین وجود میرے دل میں
طلب اور آرزو کی لو بڑھا دیتا ہے۔ میں اپنا مالک سمجھتی
ہوں۔ کس اور لو کا باپ سمجھتی ہوں۔ میں ایک پتی ورتا
استری کی طرح ان کی عزت کرتی ہوں۔ مگر یہ خیال کہ
مجھے گنہگار سمجھا گیا، میرے دل میں شرم کے کانٹے بو
دیتا ہے۔ میں نہیں جانتی، اپنے مالک کو دوبارہ دیکھ کر
میں کیسا محسوس کرتی ہوں۔

لکشمن — بھیا نے پکارا اور چپ ہو گئے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ان کی
انکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں۔

راما — اس ویران جنگل کو دیکھ کر جس میں کسی انسان کی پرچھائیں
بھی نہیں پڑی، دریا کے اس صاف پانی کو چھو کر اور اس
کے ساحلوں پر پیڑوں کے گھنے اور خوشگوار سائے دیکھ کر
مجھے ڈنڈکا کے جنگل میں اپنا بن باس یاد آ گیا۔ اسی لئے
میں دکھی ہو گیا۔

سیتا — آہ — میرے ناتھ، تم بن باس کو تو یاد کرتے ہو لیکن اسے
یاد نہیں کرتے جسے بن باس دیا گیا ہے۔

لکشمن — اس بن باس میں رکھا ہی کیا ہے سوائے درد و غم کی یاد کے۔

راما — اوہ، لکشمانا، تم نے یہ کیا کہہ دیا کہ اس بن باس میں
سوائے درد و غم کے اور کچھ نہ تھا — یہ دیکھو۔

میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں، دن کے چہرے پر
شام کی نقاب ڈھکنے لگی ہے اور میں رانی کا ہاتھ تھامے
کٹیا سے باہر نکل گیا ہوں۔ وہ ہاتھ کتنا گداز تھا۔ ہم محبت
میں پیدا ہونے والی طرح طرح کی خوشیوں کا ذکر کرتے،
گھومتے پھرتے۔ ہم دریا کے کنارے پانی میں کھڑے ہو
جاتے اور ہمارے پاؤں تلے پانی ابل ابل کر خوشی کا اظہار
کرنے لگتا۔

سیتا — آہ — نرویؑ تم ان باتوں کو یاد کر کے مجھ دکھیاری کو
اور بھی کیوں ناشاد کرتے ہو۔؟

لکشمن — بھیا ! اتنے بھی دلگیر نہ ہو جئے ۔

راما — میں ابھاگی ، اس غم سے کیسے نجات پا سکتا ہوں ۔ ذرا سوچو تو ۔

پہلے بن باس ، پھر لنکا اور اب یہ جدائی ، یہ علاحدگی ۔ مجھ سے ملنے کے بعد بد نصیبی سے سیتا ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں جا گھری ۔

سیتا — جو بن باس تم نے دیا ہے سوامی ، وہ مصیبت نہیں ہے ۔

راما — او ، جنک کی پتری !

سیتا — آہ ، تم تو مجھ بے ہنر کو بھول ہی جاؤ ۔

راما — میرے بن باس کی ساتھی !

سیتا — اب وہ بھی تو نہیں ۔

راما — ہائے ، تو کہاں چلی گئی ؟

سیتا — اسی اور جدھر سب ابھاگی جاتے ہیں ۔

راما — میرا جواب دو رانی ۔

سیتا — اسے جواب کیا دیں جس تک ہماری پہنچ بھی نہیں ۔

(راما غم زدہ ہو جاتا ہے)

لکشمن — اب اٹھئے بھیا — آپ نے اپنے آپ کو سوگوار کر لیا ہے ۔

راما — راجکماری و یدھا رحم کے قابل ہے لکشمانا ، اس کے لئے میں کیسے غم نہ کروں ؟

سیتا — (آہستہ سے) رحم کے قابل نہ کہو مہاراج — اسے رحم کی ضرورت ہی کب ہے جس کا پریتم اس کے لئے ایسا سوگوار ہو !

راما — میرے چھوٹے بھیا — کیا ہمیں اس کا پتہ مل جائے گا ۔

سیتا — میں تو اسی جگہ بن باس کاٹ رہی ہوں ، لیکن میرا حال کا کروا کا ساھے جو شام ہوتے ہی اپنے پریتم سے مل نہیں سکتی تھی ۔

لکشمن — ان کا اتا پتہ لگانا مشکل ہے۔

راما — میں نے راگھو کی نسل برباد کر دی ہے جس کا سلسلہ اتنی مدت سے جاری تھا۔

(روتا ہے)

سیتا — (غمگین ہو کر) میرے مالک کتنے نراش ہیں۔ میں ایسے میں کیا کر سکتی ہوں؟ کیا مجھے ہمت سے کام لے کر، ان کے آنسو پونچھ دینے چاہئیں جو طوفان کی طرح آنکھوں پر چھا گئے ہیں اور انہیں صاف طور پر دیکھنے بھی نہیں دیتے (ایک قدم اٹھاتی ہے) نہیں۔ مجھے پھر کسی بدنمائی سے بچنا چاہئے۔ اگرچہ میرے مالک نے مجھے ابھی تک نہیں دیکھا لیکن میں اپنے غموں کے ہاتھوں ایسی کھنچی جا رہی ہوں کہ مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ اس جگہ اکثر رشی آتے رہتے ہیں، اگر انھوں نے مجھے اس حال میں دیکھ لیا تو کیا ہو گا۔ مجھے اب آشرم لوٹ جانا چاہئے یہ پگڈنڈی جو بیلوں کی جھنڈ میں چھپی ہوئی ہے، میرے لئے مناسب راہ ہے۔ کش اور لو میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

(ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلی جاتی ہے)

[ایک رشی داخل ہوتا ہے]

رشی — مہارشی والمیکی نے مجھے حکم دیا ہے "بدراتنا، میرے بچے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مہاراج رام چندر جی اپنے بھائی لکشمن جی کے ساتھ اس جنگل میں آ گئے ہیں۔ شاید وہ یہ سمجھ کر رک گئے ہیں کہ ہم لوگ دوپہر کی عبادت میں مصروف ہیں۔ سو تم جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ میں دوپہر کی پوجا سے فارغ ہو چکا ہوں اور ان کے درشن کا منتظر ہوں"۔ تو جیسا مہارشی والمیکی نے حکم دیا ہے، مجھے رام جی کا کھوج نکالنا چاہئے (گھومنے لگتا ہے)

لکشمن — (سراسیمگی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) مہاراج یہاں کوئی سادھو ہے ۔ اپنی اور چلا آتا ہے ۔

(راما آنسو پونچھ کر اپنے آپ پر قابو پا لیتا ہے اور کھڑا ہو جاتا ہے)

رشی — (غور سے دیکھتے ہوئے) اوہ ، ان بیلوں کی جھنڈ میں دو آدمی مجھے دکھائی دیتے ہیں ۔ شاید وہی رام اور لکشمن ہیں (سوچتے ہوئے) بالکل ٹھیک — وہی تو ہیں ۔

ہوا ہولے ہولے چل رہی ہے ۔ گرمیوں کے سورج میں اتنی تپش نہیں جتنی ہونی چاہئے ۔ ہرنیاں ، بے خوفی سے شیروں کے ساتھ گھوم رہی ہیں ۔

یہ سایہ دیکھو ، اگرچہ دوپہر کا وقت ہے لیکن جھاڑیوں سے کتنی دور ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ رام کے روپ میں ہری کے چرن اس بن کے چھوئے ہیں ۔

یہ بات ان کی انتہائی بہادری ہی سے نہیں بلکہ ان کے چہرے سے بھی ظاہر ہے ۔

(راما کو گھورتے ہوئے) بڑے محنتی ہیں ۔ اسی کی انھیں تعلیم دی گئی ہے ۔ اونچا قد ، لانبی لانبی آنکھیں جو کانوں تک کھنچ آئی ہیں ، چوڑا سینہ ، مضبوط بازو ، بے شک یہ دسرتھ کا لڑکا ہے ۔

چلو ، میں اس کے قریب چلوں اور ساری بات بتا دوں ۔ (قریب آتا ہے) مہاراج کو نمسکار ۔

راما — نمسکار ۔

رشی — بھگوان تجھے کامیاب کرے ۔

راما — آپ کے یہاں آنے کا کارن ؟

رشی — مہا رشی والمیکی نے اپنی پوجا ختم کر لی ہے اب مہاراج کے درشن کے منتظر ہیں ۔

راما — (ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے) آہ اب دوپہر ڈھلنے لگی ہے ۔

دوپہر کی گرمی سے گھبرا کر سائے پیڑوں سے چمٹ گئے تھے ، اب دیکھو ، وہ مسافروں کی طرح کیسے آھستہ آھستہ آگے کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ھیں ۔

ھاتھیوں نے اپنی جھلسی ھوئی جلد کو راحت پہنچانے لئے کے دریا کی گود میں ڈوبنا شروع کر دیا ۔ ان کے پنکھوں جیسے کان ، گیلی ھواؤں کو ان کے چہرے کے گرد سمیٹ رہے ھیں ۔ اور لو ، اب تو وہ سینہ تانے اپنی کالی کالی سونڈوں سے پانی کی پچکاریاں مارتے ، ساحل کی طرف آنے لگے ۔

ڈراپ

ایکٹ — ۴

[دو داسیاں داخل ہوتی ہیں]

ویداوتی — یجنا ویدی ، میری پیاری ، دیوی تلوتما رامائن پڑھنے کے لئے مہاراج والمیکی کے پاس آئی ہوئی تھیں ۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ جادو کے زور سے وہ سیتا کا روپ دھار کر اس دھرتی پر اتر آئی ھیں ، جہاں راما انھیں دیکھ سکے ۔ وہ یہ دیکھنا چاھتی ھیں کہ رام جی انھیں دیکھ کر سیتا کے لئے کتنے بے قرار ہوتے ھیں ۔ سو میں ان ھی کے حکم سے رام جی کو ڈھونڈھ رھی ھوں ۔ میری پیاری کیا تو بتا سکتی ھے کہ وہ کہاں آنند کر رھے ھیں ۔

یجناویدی — پیاری ویداوتی ، ایسی بھید کی بات — ! اور تو نے اتنے زور سے کہہ دی ۔ ان ھی جھاڑیوں میں رام جی کا ھنسوڑ ساتھی اگر چھپا ھو تو — تلوتما کی بات کیا رہ جائے گی ۔

ویداوتی — یہی بات تو ھنسی کی ھے ۔ تلوتما تو ستیا جی کا روپ لینا چاھتی ھے ۔ اگر اس کے پہلے ھی رام جی کو اس کا پتہ چل جائے تو اسے کیسی منھ کی کھانی ھوگی ۔ نہیں — میں جا کر اسے روک ھی دوں ۔

یجناویدی — سیتا کہاں ھے پیاری ، اس سمے ؟

ویداوتی — میں بتاتی ھوں ۔ آج ساتواں دن ھے ۔ آشرم میں رھنے والی استریوں نے مہاراج والمیکی سے شکایت کی تھی " جھیل ، جس کی گود سے کنول کے پھول یا ترا کے لئے اکھٹے کئے جاتے تھے ، رام جی کے کہیں نزدیک ھی اتر پڑنے کی وجہ

سے منشوں سے گھر گئی ہے۔ ہم اس میں اشنان تک نہیں کر سکتے " مہاراج والمیکی نے یہ بات سن کر تھوڑی دیر چنتا کی اور دھیان گیان میں مصروف رہے۔ پھر کہا " وہ استریاں جو اس جھیل کے اطراف رہتی ہیں مردوں کی آنکھوں سے اوجھل رہیں گی " اس کے بعد سے سیتا اس جھیل کے کنارے سارا سارا دن رہتی ہے اور رام جی کی آنکھیں اسے پا نہیں سکتیں۔

یجناویدی — کیا کس اور لو کو معلوم ہے کہ رام جی سے ان کا کیا رشتہ ہوتا ہے ؟

ویداوتی — وہ ابھی بچے ہیں اور اتنی عمر سادھوؤں اور ساونتوں میں گزری ہے۔ انہیں تو اپنی ماں کا نام بھی نہیں معلوم۔ رام جی اور ان کے بن باس کی کہانی ہی انہیں آتی ہے۔

یجناویدی — کیا تجھے معلوم ہے رام جی اس بن میں پدھارے ہیں۔

ویداوتی — کس راستے سے وہ آئے ہوں گے۔

یجناویدی — تو تلوتما کے پاس جا پیاری — میں سیتا کو دیکھتی ہوں۔

(دونوں چلی جاتی ہیں)

[تمہیدی منظر ختم ہوا]

[سیتا اور یجنا ویدی لانبے لانبے چادر اوڑھے نمودار ہوتے ہیں]

یجناویدی — ویدھی ، میری پیاری ، کس نے تجھے دو دو چادریں اوڑھ لینے کو کہا ہے؟ تو نے اس سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں کیا۔

سیتا — ان پھرتیلی ہواؤں کو دیکھ رہی ہو نا ، یہ گدگدا کر پانی کو لوٹ پوٹ کر رہی ہیں۔ ان سے سردی ہوتی ہے۔

یجناویدی — پیاری سکھی ، یہ چادر تو بن باس کے لئے بڑی مناسب ہے۔ یہ جاڑوں کی چاندنی کی طرح اجلی ہے۔ اس میں پھولوں کی ایسی بھینی بھینی مہک بسی ہے کہ شہد کی مکھیاں اپنے راگ مالے بجاتی ہوئی اس کے گرد منڈلانے لگتی ہیں۔

سیتا — بڑے مہاراج کے حکم سے جب میں بن باس کا جیون بتا رہی تھی تو ، میں چتر کوٹ سے نکل کر دکن کی اور چلی گئی - بن کی دیوی ، مایاوتی کو میرے کارن بڑی چنتا تھی - میں اتنے دن ، ان کے ساتھ رہی کہ وہ مجھے پیار کرنے لگیں اور پھر اپنی یہ دیوتائی چادر مجھے دے دیں جو چاند کی طرح اجیاری ، بھینی بھینی خوشبو سے بسی ہوئی تھی - یہ چادر جب ہمارے شریر کو چھوتی تو میں اور مہاراج کیسے شانت ہوتے - درد دکھ کے سمے یہی میرے ساتھ رہی ہے - اور اب اسی کارن میں نے اسے اوڑھ لیا ہے (روتی ہے)

یجناویدی — نہ رو پیاری - آشرم میں رہ کر کوئی اس جیون کو بن باس نہیں کہہ سکتا -

سیتا — کیسے نہ کہوں - مہاراج بن میں آ گئے - میرا دکھ دوہرا ہو گیا - دن بھر اکیلے رہنا اور رات آہیں بھرنا — یہ بھی کوئی جیون ہے - میرا بیراگ تو اور بھی کٹھن ہو گیا ہے پیاری -

یجناویدی — ایسی کھٹنائیں تو آتی ہی رہتی ہیں - تم ان پر سوچنا چھوڑ دو - وہ دیکھو ، جھیل کے کنارے ہریالی پر پرندے کیسے کھیل رچائے ہوئے ہیں - میں ذرا اپنا کام کر لوں - (آگے جاتی ہے)

سیتا — (جھیل کی طرف دیکھتے ہوئے) راج ہنسوں کا یہ جوڑا کیسا خوش نصیب ہے - جدائی کا غم کیا ہے ، انھیں پتہ ہی نہیں - ملاپ کے سکھ سے ان کا جیون آنند ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بیاہتا جوڑے کی پریت کے لئے کسی بیراگ ، کسی جدائی کی ضرورت نہیں - پرندے تک ، نت نرالے کھیل رچا کر ایک دوسرے کو پریم کی باتیں سناتے ہیں -

یجناویدی — (غور کرتے ہوئے) سارے سادھو ، ساونت جلدی جلدی اٹھ کھڑے ہوئے - انھوں نے اپنے کندھوں پر چادریں

سنبھال لیں اور ایک ھی سمت آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگے ۔ لو وہ اب اسی طرف بڑھے چلے جاتے ھیں ۔ شاید مہاراج اس جگہ آ گئے ھیں ۔

(جاتی ھے)

[راما خیالات میں کھویا ھوا آتا ھے ۔ اس کے ساتھ کانوا ھے]

کانوا — مہارشی والمیکی نے مجھے حکم دیا ھے کہ ' کانوا جا اور دسرتھ کے لڑکے کو نیمزا کی سندرتا دکھا کر ادھر لے آ ' ۔ مگر یہاں تو حال ھی اور ھے ۔ وہ خیالوں میں ایسے کھوئے ھیں کہ میں سامنے آ گیا ، انھیں اس کا دھیان تک نہیں ۔

ھموار راستے پر بھی وہ جھوک کھا جاتے ھیں ۔ ان کی خوش مزاجی جیسے ان سے دور رہ گئی ھے ۔ ان کی نگاھیں جھکی ھوئی ھیں ۔ وہ آنکھ اٹھا کر بھی نیمزا بن کی سندرتا کو نہیں دیکھتے (قریب آ کر) او مہاراج !

راما — چھی چھی — میرے دوست ۔ ایک سادھو کے لئے یہ شبد شوبھا نہیں دیتے ۔ ھو سکتا ھے سمے بدل جانے سے ایسا ھو اس میں تمھاری آتما کو دخل نہ ھو ۔

بالپن میں تو ، میں تمہارے لئے راما اور تم میرے لئے کانوا تھے ۔ اور اب وقت نے تمھیں رشی بنا دیا اور مجھے راجہ ۔

کانوا — آہ ۔ پھٹکار کیسی بھلی اور کیسی پیاری ھے ۔

راما — کہو تم کیا کہنا چاھتے ھو ۔

کانوا — مجھے وشواش ھے ، اس بن کی ھواؤں میں آپ کا من پھولے نہیں سماتا ھوگا ۔ بن کے ارد گرد ، ھرے ھرے درختوں کا ایک گول دائرہ سا گھوم گیا ھے ۔ پھلوں کے بوجھ سے پیڑ جھکے پڑتے ھیں اور پھولوں کی مہک سے اس بن کا ایک ایک چپہ مہک رھا ھے ۔

راما — یہ نہ پوچھو ، اس بن میں آ کر میرا من خوش ہوا ہے یا نہیں ۔ یہ دیکھو میرا دماغ اس کی عزت کے خیال سے کیسا بھرا ہوا ہے ۔

جنگل کی لو میں ، مجھے بلیدان کی اگنی کی لپٹ آتی ہے ۔ چڑیوں کی انجان بولیوں میں ، مجھے سادھوؤں کے منتروں کا مزا آتا ہے اور جنگل کی ہرنیاں مجھے آشرم کی داسیوں کی طرح مقدس دکھائی دیتی ہیں ۔ اسی لئے نیمزا کے جنگل میں ایک ایک پگ دھرتے ہوئے مجھے گہری چنتا ہوتی ہے ۔

کانوا — نیمزا کے لئے ایسی عزت کا احساس ایک راجہ کے لئے جسے مذہبی فریضوں کا خیال ہو ، زیب دیتا ہے ۔ اسی میں اس کی نجات ہے اور یہی ساری دنیا کے لئے خوشی اور مسرت کا پیغام ہے ۔ یہ جنگل بہت سے کامیاب سادھوؤں اور بیراگیوں کی آرام گاہ رہا ہے ۔ یہاں ان کی عبادت میں خلل ڈالنے والا کوئی نہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں مہارشیوں نے اپنے گھروں کی شانتی پائی ہے ۔

یہی وہ جنگل ہے جسے اکشاکو خاندان کے راجاؤں نے اپنی فتح اور نصرت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر آباد کیا اور سینکڑوں مقدس قربانیوں کے بعد سورگ کا راستہ تیار کیا ۔ اب وہی راجہ اپنے بچوں کو اشیرواد دینے کے لئے اس مدھر بن میں اتر آئے ہیں ۔

(راما احتراماً جھک جاتا ہے)

کانوا — نیمزا کے نیارے بن پر غور کرو جو کسی اور بن میں تمہیں نہیں ملے گا ۔

گرمیوں کی تپتی ہوئی یہ دھوپ ، جب شیوا کے سر کی روشنی سے گھل مل جاتی ہے تو کیسی ٹھنڈی ، کیسی گوارا ہو جاتی ہے ۔ اس کی ٹھنڈک میں کلیاں ٹھٹھرتی نہیں ، جھیل کا پانی سوکھتا نہیں ، آدمیوں کو اذیت نہیں پہنچتی

بلکه ان کی آنکھوں میں سکھ اور شانتی کی جوت جاگ اٹھتی ہے۔ اس کے علاوہ ۔ ہر قربانی کے وقت اندر اس بن میں موجود رہتے ہیں اور ان کے سورگ میں صندل کے پیڑ مرجھانے لگتے ہیں ۔ لیکن اس بن کے پیڑ کیسے بلند ' کیسے آکاش سمان ہیں ۔ انہیں دیکھنے کے لئے آنکھوں کو اوپر اٹھا دینا پڑتا ہے ۔ وہ اس کھونٹے کی طرح ہیں جس کے گرد اندر کے غضبناک ہاتھی کی رسی بندھی ہوئی ہے ۔

راما — (دور دیکھتے ہوئے) اس بن میں اتنی قربانیاں ہوئی ہیں کہ اندر اپنے سورگ کے نندن بن کو بھول گئے ۔

بھگوان کی آرتی کے لئے اس بن میں سادھوؤں ' ساونتوں نے جو جو مدھر منتر جپے ہیں ، ان کی ہلکی ہلکی آوازوں نے اندر کی بیوی کے من سے برھا کی جلن نکال دی ہے ۔

کانوا — اور یہ بھی تو دیکھو ۔

یہ بدمست ہاتھی کیسے دھیان سے منتروں کی گنگناہٹ سن رہے ہیں ۔ یہ ایسے محو ہیں کہ کان تک نہیں ہلاتے ، یا ہلاتے بھی ہیں تو اس حرکت کا علم نہیں ہو سکتا ۔ اور اس طرح مکھیاں آرام کے ساتھ ان کے منہ سے بہہ کر آنے والے لعاب سے لطف اٹھاتی رہتی ہیں ۔

راما — (مسکراتے ہوئے) اس میں حیرت کی کون سی بات ہے ؟

رشیوں اور مہنتوں کے گیتوں میں کچھ ایسا موہ ہے ، کچھ ایسی مٹھاس ہے کہ گھروں سے دور رہنے والے تک ان کا مزہ لیتے ہیں ۔ یہ سونڈ والے جانور بھلا کیوں نہ لیں ۔

کانوا — (آہستہ سے) اس بن باس نے رام کو کتنا اداس کر دیا ہے ! وہ جانوروں سے زیادہ ان لوگوں کو بے دھیان سمجھتے ہیں جو اپنے گھروں سے دور ہیں ۔ (بآواز) ذرا یہ دیکھو ۔

قربان گاهوں سے اٹھنے والے دھوئیں نے ان مکھیوں کو بیاکل کر دیا ہے۔ امبوا کی ڈال سے وہ ابھی تک چمٹی ہوئی تھیں ۔ اس پر مور نکل آیا ہے اور اس کی مہک سے سارا بن اڑا جاتا ہے ۔ وہ اس ڈال سے اڑ کر اب کنول کی گود میں چھپنے کے لئے ہوا میں بکھر گئی ہیں ۔

راما — ہاں ٹھیک ہے۔ یہ دھواں تو جیسے رکتا ہی نہیں ۔ مکھیوں کے ساتھ ساتھ اس نے ہمیں بھی حیران کر دیا ہے (دھوئیں کے اثر سے آنکھیں ملتے ہوئے) ۔

کانوا — اوہ — کیا آپ کی آنکھیں دھوئیں سے دکھنے لگیں ؟

راما — جب سے ستیا گئی ہے، میری آنکھیں تو نسدن برستی ہی رہتی ہیں ۔ اب دھوئیں نے اور بھی آفت ڈھا دی ہے۔

کانوا — تو پھر ، کیوں نہ دم بھر کو یہیں رک جائیں ۔ آپ آشرم کی اس جھیل میں کود پڑیے اور اس کے ٹھنڈے جل سے اپنے آنکھوں کی جلن بجھا لیجئے ۔ اس عرصہ ، میں اس پوتر اگنی کی سوا گت کر آؤں جسے کسی نے پیار اور عقیدت سے سلگا رکھا ہے ۔

(جاتا ہے)

راما — (آگے بڑھتے ہوئے) میں جھیل کے کنارے تک چلوں ۔ (کنارے آتا ہے) آہ ، اس کنول جھیل کے پانی میں کیسا لطف ہے ۔ (سیتا کا عکس پانی پر دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہے) یہ کیا سیتا ہے وہاں — (خوشی اور حیرت سے ملا جلا جذبہ ظاہر کرتا ہے) ۔

سیتا — (ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) اوہ ، میں تو راج ہنسوں کے جوڑے کو دیکھنے میں کچھ اس طرح کھو گئی تھی کہ مہاراج کے اچانک آ جانے کا احساس تک نہ ہو سکا ۔ اب مجھے چلنا چاہیے (جانے لگتی ہے) ۔

راما — یہ کیا — کیا سیتا چلی گئی ۔ مجھے پرنام کیے بنا ۔ سینکڑوں ارمانوں کے بعد سیتا کی چھب دیکھنی نصیب ہوئی تھی ۔

اس کے چہرہ کا کندنی رنگ اور اس کی چوٹیوں کے گوندھنے کا انداز ، اس کی لمبی جدائی کی داستانیں سنا رہا تھا ۔ اور اب پھر وہ چلی گئی ۔ کدھر کو — میں نہیں جانتا — اب میں اکیلا ہوں ۔

آ جا ! میں تجھے اس طرح جکڑ لوں گا (اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے) نہیں وہ نہیں ہو سکتی ، لیکن ۔

میں نے تو صرف پانی میں اس کی پرچھائیں دیکھی ہیں ۔ اس کی پرچھائیں کنارے کنارے ایک راستہ پر جاتی ہوئی ۔

سو مجھے سچائی کا پتہ لگانا ہے (ڈھونڈتے ہوئے) جھیل کے کنارے ویران ہیں ۔ یہاں کوئی بھی تو نہیں ۔ لیکن پرچھائیں تو اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی وجود نہ ہو ۔ پھر اس آنکھ مچولی کا کیا مطلب ہے ۔

سیتا — مہاراج نے میری پرچھائیں دیکھ لی ، پھر وہ مجھے کیوں نہیں دیکھ سکتے ؟ (سوچتے ہوئے) آہ ، میں سمجھی ، رشی مہاراج نے دعا کی تھی کہ آشرم کی عورتیں ، مردوں کو دکھائی نہیں دیں گی ۔ کاش میری یہ پرچھائیں بھی ان کی آنکھوں سے چھپ جاتی ۔ مجھے یہاں سے چپکے سے ہٹ جانا چاہیے تاکہ انہیں یہ بھی دکھائی نہ دے ۔ (جانے لگتی ہے)

راما — سیتا کی چھب ، اسی جھیل کے صاف پانی میں ہوگی — ذرا دیکھوں تو — کیا — یہاں کچھ نہیں ۔ وہ بھی مٹ گئی ۔

سیتا — ہائے ہائے — میرے ناتھ ، تم تو بے ہوش ہو گئے ۔ میں ان کے پاس جاتی ہوں ۔ (پلٹ کر) نہیں ۔ اگر سوامی کو اب بھی مجھ پر غصہ ہے تو سادھو لوگ مجھے بے حیا کہیں گے ۔ مجھے چلنا چاہیے ۔ (دوسری طرف مڑتے ہوئے) مگر کیا ٹھیک ہے ، کیا ٹھیک نہیں ، یہ سب سوچنے کا یہ سمے نہیں ۔ میرے مالک اگر مجھ پر خفا ہیں تو خفا رہنے دو ۔ میں انہیں اس حال میں چھوڑ تو نہیں سکتی (آگے بڑھتی ہے) او ، دنیا

کے رکھوالو ، میری بنتی سنو - میرے مالک نے مجھے بن باس دیا - میں اگر ان کے حکم کے خلاف کچھ کرتی ہوں تو یہ بے حیائی سے نہیں ، بے شرمی سے نہیں — غموں کی شدت نے میرے اندر حوصلہ پیدا کر دیا ہے اور اسی سے میں مجبور ہوئی جاتی ہوں (قریب آ کر دیکھتے ہوئے) ہائے ہائے ، مورے رام ! تم بے ہوش ہو (لپٹا لیتی ہے) -

(راما ہوش میں آتا ہے - سیتا ہٹ جاتی ہے)

راما — یہ کیا تھا ، جس نے میری رگ رگ میں سنسنی دوڑا دی ؟

سیتا — یہ ہیرا گن ہے ، مہاراج — ہائے میں نے کیسی جراٴت کی - اب مجھے ڈر ہوتا ہے -

راما — (رندھی ہوئی آواز میں) ویدھی ، مجھے اپنی بانہوں میں بھینچ لو -

سیتا — میں نے کوئی خطا تو نہیں کی -

راما — میری آنکھیں ، تیرے درشن کی پیاسی ہیں - انہیں درشن دو رانی -

سیتا — رشیوں کی آگھیا نہیں ہے ، ایک نربل استری کر ہی کیا سکتی ہے ؟

راما — اپنا پرانا غصہ تھوک دو -

سیتا — یہی تو میری پرارتھنا مہاراج سے ہے -

راما — مجھ پر ایسا ظلم نہ کرو -

سیتا — منوہر — یہ بات تو تم نے میرے منھ کی چھین لی ہے -

راما — میری رانی ، میں تیری بنتی کرتا ہوں -

سیتا — میں تمہارے چرنوں کی داسی ہوں ، مہاراج - حکم کرو -

راما — تو ایک شریف گھرانے کی بیٹی ہے -

سیتا — آہ ، یہ سن کر جینے کا چاؤ ہونے لگا -

راما — سو ، اسی کارن میری غلطی معاف کر دو رانی -

سیتا — اگر تم معاف کر دو تو میں جیون بھر آنند رہوں گی مہاراج !

راما — اپنے آنچل کا سہارا دو ، رانی - آسمان پر چاند کی قندیل جل رہی ہے۔ اس مدھر چاندنا میں میرا جی چاھتا ہے کہ یہ بازو تیرا سرھانا ھوتا اور ہم پیار اور محبت کی باتیں کرتے ہوتے۔

سیتا — کیسی خوفناک بات ہے۔ تمہاری چاھت تم سے کتنی قریب ہے۔

راما — او جنک کی بیٹی میری پیاری - مجھے کچھ جواب تو دے (بے ہوش ہو جاتا ہے) -

سیتا — تو کیا — پھر میرے سوامی بے ہوش ہو گئے ؟ مجھے انہیں ہوش میں لانا چاہیے - (اپنے آنچل سے ہوا دیتی ہے)

راما — (ایک ھاتھ لانبا کر کے اس کا آنچل پکڑ لیتا ہے) یہ کیا - یہ تو کسی کا آنچل دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہ کون ہوگا ؟ (سوچتے ہوئے) نہیں -

مجھے پکا وشواش ہے، یہ میری رانی سیتا کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا جو یوں مجھے اپنے آنچل سے ہوا دے -

سو میں اسے دیکھ کیوں نہ لوں (آنکھیں کھولتا ہے) میری آنکھیں نیر جل سے ایسی دھندلا گئی ہیں کہ انہیں کچھ بھی تو دکھائی نہیں دیتا — لاؤ میں اس آنچل کے کنارے سے انھیں یکبارگی پونچھ ڈالوں -

(سیتا کے آنچل سے آنکھیں پونچھنے کے لئے اسے قریب کھینچتا ہے) -

سیتا — (آنچل ڈھیلا چھوڑ کر) میرے مالک ، تمہیں دوسرے کے آنچل میں آنسو جذب نہیں کرنے چاھئیں - یہ تو دکھاوے کے پریمیوں کی ریت ہوئی -

راما — (گرے ہوئے آنچل کو دیکھ کر) یہ کیا بات ہے۔ میں چادر تو دیکھ رہا ہوں لیکن اس کا اوڑھنے والا نظر نہیں آتا۔

کیا آکاش کی چھت سے اس چاندنی میں سانپ کی کینچلی کی طرح خوبصورت کوئی چادر نیچے آ رہی اور میں اسے کھینچ بیٹھا۔

(اسے غور سے دیکھتے ہوئے)

لیکن بے سوچے سمجھے میں اپنے آپ کو بھی کیوں ملامت کرنے لگوں ؟ یہ تو بالکل وہی چادر ہے جو چتر کوٹ کے جنگل کی دیوی ، ماپاوتی نے مجھے دکھائی تھی۔

قسمت کا کرشمہ تو دیکھو ، یہ چادر ، میرے پاس کیا تحفہ لائی ہے۔ ہرن کی آنکھوں والی سیتا شاید اسی کی لپٹ میں ہو۔ جیون کے اس بیوھار میں یہی تو ایک سودا ہے جس پر ریجھا جا سکتا ہے ، یہی تو پیت کا ایک ایسا پیام ہے جو دل میں گرہ بن کر اڑ گیا ہے ، ایک ایسا ہوا کا جھونکا ہے جس سے محبت کے کھیلوں کی تھکن دور ہوتی ہے ، آدھی رات کے بے عنوان جھگڑوں کا مداوا ہوتا ہے۔

سیتا — منوھر ، تم نے اسے پہچان لیا — اس سے تجھے خوشی ہوئی۔

راما — اب بتاؤ ، میں اس کی کس طرح سواگت کروں ؟ (سوچتے ہوئے) ٹھیک ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے اس کی بہترین سواگت کا۔ (اوڑھ لیتا ہے ، اپنے گرد لپیٹ لیتا ہے۔ پھر اپنے آپ کو دیکھنے لگتا ہے) سادھوؤں کو حیرت ہوگی ، میں نے دو چادریں کیوں اوڑھ لی ہیں۔ سو لاؤ میں ایک کو نکال پھینکوں۔ (اپنی چادر نکال پھینکتا ہے) ۔

سیتا — (اسے اٹھا کر خوشی کا اظہار کرتی ہے) اب مجھے اتنی دیر جینے کا بدل مل گیا۔ (اسے سونگھتی ہے) خوب ، میرے سوامی کی چادر عبیر و گلال کی خوشبوؤں سے بے نیاز ہے۔ راکھوؤں کی بات ٹھیک ہی نکلی۔ (اپنے اوپر اوڑھ لیتی ہے) آہ ، اسے جسم پر ڈالتے ہی کیسا سکون ملتا ہے ، جیسے میرے پریتم کا شریر مجھ سے چھو رہا ہو ، جیسے میں ان کے سینے سے لگی ہوئی ہوں اور میرے جوڑ جوڑ میں ایک بے نام سا کیف بھر گیا ہے۔

راما — (حیرانی سے) یہ کیا ، کسی نے میری چادر زمین پر گرنے سے پہلے ہی تھام لی ۔ ایسا لگتا ہے ، جیسے میری محبوب بھی یہیں کہیں ہے ۔ (سوچتے ہوئے) چادر کی تبدیلی کا عکس تو جھیل کے آئینے میں مجھے دکھائی دے گیا لیکن سیتا نظر نہ آسکی ۔ یہ کیسی نئی آفت ہے ۔ ہو سکتا ہے ، آشرم کے سادھوؤں نے اس سے اس کی تنویر چھین لی ہو — پھر پر میشور ، میری یہ آنکھیں ، اسے کب دیکھ سکیں گی ؟ آہ ، ویدھا کی رانی ، کیا تجھے بیتے دنوں کی یاد بھی نہیں آتی ۔ کیا تجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میں تیری ایک جھلک ہی دیکھ سکوں ۔

سیتا — بیتے ہوئے وہ دن ، اب کہاں ؟

راما — چترکوٹ کی وہ بات یاد آتی ہے ، ایک دن تم پھول چننے گئی ہوئی تھیں ، میں چپکے سے تمھارے پیچھے پیچھے ہو لیا اور محبت سے بے تاب ہو کر تمھیں اپنی بانہوں میں بھینچ لیا تھا ۔ تمھاری چادر کے پلو سے پھول فرش پر گر کر بکھر گئے تھے ۔

سیتا — (مسکرا کر) ظالم — پھر تو تم سے دوری ہی بہتر ہے ۔

راما — کیا وہ کچھ جواب نہیں دیتی ۔ ؟

سیتا — شام سر پر آ رہی ہے اور میں یہیں پر ہوں ۔ اس حالت میں ، میں انہیں اکیلا کیسے چھوڑ دوں ۔ پھر اب کیا کروں ؟ (ہر طرف دیکھتے ہوئے) یہ لو ، بوڑھا کوسیکا ادھر ہی آ رہا ہے ۔ فرش پر اس کی نگاہیں جمی ہیں جیسے کسی چیز کی اسے کھوج ہو ۔ اب میں یہاں سے نکل ہی چلوں ۔ (جاتی ہے) ۔

[مسخرا (ودوشک) داخل ہوتا ہے ، کسی چیز کو تلاش کرتے ہوئے] ۔

ودوشک — اب ڈھونڈوں بھی تو کہاں ۔ یہ مہاراج آخر کس بل میں چھپے ہوئے ہیں ۔ (آگے بڑھتے اور گھومتے ہوئے) اہا ۔ یہ

یہ ہے ، کھوئے کھوئے سے ، جھیل کے کنارے، اپنے حسین وجود کے ساتھ - چلو ، میں ذرا نزدیک ہی چلوں - (نزدیک آ کر) بھگوان بھلا کرے !

راما — (ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) خوب - بڈھا کوسیکا یہاں ! کہاں رہے متر اتنے دن ؟

ودوشک — جب سے سورج نکلا ہے تب سے آپ کی کھوج میں لگا ہوا ہوں -

راما — تمہیں میری ایسی کیا ضرورت پڑ گئی تھی -

ودوشک — میں نے سویرے ایک بات سن لی تھی - میں جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا - آشرم کی لڑکیاں اور آکاش کی دیویاں سب مل کر ایک جلسہ کر رہی تھیں - میں نے ان کے منہ سے آشرم کا ایک بھید سن لیا ہے - یہ بھید آپ کو شاید بھلا نہ معلوم ہو لیکن یہ میرے لئے ایسا ہی تکلیف دہ تھا جیسے کہ پورے دنوں کی حاملہ کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے -

راما — آشرم کا بھید ؟ وہ کیا ؟

ودوشک — اوہ آپ ان دیوی جی سے شاید واقف نہیں ؟

راما — (اپنی آنکھوں کو ہاتھوں سے ڈھکتے ہوئے) ایک استری کا بھید — ! آگے کچھ نہ کہنا -

ودوشک — ڈریے مت — کیا میں راما کا ساتھی نہیں جو ایسی بات کہہ دوں جسے راما پسند نہ کرے - آپ ان دیوی کو جانتے ہوں گے - وہ اپسرا -

راما — (آھستہ سے) اپسرا کی بات — تو پھر اس کے سننے میں کوئی مضائقہ نہیں - (بلآواز) کونسی دیوی — اروا‌سی یا تلوتما — ؟

ودوشک — میں تلی ، ولی ، کسی کو نہیں جانتا - بات صرف اتنی ہے کہ وہ رانی کا بھیس بدل کر آپ کو بے وقوف بنانا چاہتی ہے - ہماری ویدھا رانی کو تو بچھڑے کتنے ہی دن ہو گئے -

راما — (آہستہ سے) لعنت ہو ۔ کوسیکا سچ ہی تو کہتا ہے ۔ او پھر یہ بھلا ایک انسان سے کیسے ممکن ہو سکتا ہے جب ک میں اور سب چیزیں دیکھ رہا ہوں ، اس کا وجود محسوس ک ہوں اور خود وہ نگاہوں سے اوجھل ہے ۔ ضرور یہ اسی دیوی نے مجھے دھوکا دیا ہے ، من مانے بھیس بدل کر

مارے پیاس کے میں بھی ایسا ہوکھلا گیا تھا کہ ام جنگل میں سراب کو سمندر جان کر ، دھوکے کے پانی سے اپنے چلو بھرنے لگا ۔ (چادر کی طرف دیکھتے ہوئے) اس چاد میں بھی وہی جانفزا خوشبو ہے ۔ ہائے کیسا بھرپور دھوک ہے ۔

ودوشک — اوہو — متر ، آپ تو بگڑ گئے ۔ کہا سچ مچ اس نے آپ کو ٹھگا ہے ۔

راما — ہاں

ودوشک — کیا میرا راز کسی طور سے ظاہر تو نہیں ہوا ۔

(پس پردہ آواز)

سورج کی وہ کرنیں جنہوں نے ساری دھرتی کو اپنی تپن سے بھون رکھا تھا ، شام کے ساتھ ساتھ نرم ہونے لگتی ہیں ، بالکل اسی طرح ظالم کا ظلم بھی اپنی پوری قوت صرف کر دینے کے بعد ، نڈھال ہو کر بے اثر ہو جاتا ہے ۔

راما — (غور کرتے ہوئے)

کرنوں والے نے روشنی کے تار سمیٹ لئے ۔

جیسے جیسے سورج ڈوب رہا ہے ، ویسے ویسے کنول کی پتیاں کھلتی جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بے شمار دوشیزاؤں کی انگلیاں ابھر آئی ہیں جو اپنے پریتم سے دور جدائی کے دن گن گن کر کاٹ رہی ہیں ۔

اور —

تیز کرنوں والے سورج کی رتھ کے گھوڑے کچھ بدک سے گئے ہیں - رتھ بان ان کی باگوں کو تھامے ہوئے انہیں مار مار کر قابو میں کرنا چاھتا ہے- لرزتے ہوئے قدموں پر وہ بے چارے نہ ٹھہر سکتے ہیں ، نہ دوڑ سکتے ہیں حیرانی کے عالم میں وہ اپنی دم دبائے ، پچھم کی پہاڑیوں سے ، وقت کے سمندر میں کود پڑے-

(ڈراپ)

* * *

ایکٹ — ۵

(ودوشک داخل ہوتا ہے)

ودوشک — (خوابگاہ کی طرف دیکھتے ہوئے) ۔

سادھوؤں کے ملن کا سمے نزدیک آ رہا ہے ۔ اس لئے آپ کو جلدی کرنی چاہئیے ۔

(راما داخل ہوتا ہے)

راما — شام کی پوجا ختم ہو گئی ۔ چڑھتے ہوئے سورج کی پوجا کے لئے سارا سامان کیا گیا ۔ منتر جپے گئے ۔ صبح کی پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر اب میں ان سادھوؤں ، ساونتوں سے ملاقات کے لئے آ گیا ہوں ۔ جن کی ساری دولت ان کی تپسیا ہے ۔

ودوشک — یہ منڈپ دربار کے لئے ہے ، پدھار ئیے مہاراج ۔

راما — (داخل ہوتا ہے اور سوچ کا اظہار کرتا ہے) ۔ آہ ۔ کیسی عجیب بات ہے ۔ کل کی بھی کیسی بپتا تھی ۔

اس پانی میں ، جو اتنا نرمل ہے کہ خیالی دکھائی دیتا ہے ، میں نے رانی کو اس کی کنول جیسی آنکھوں کے ساتھ دیکھا تھا ۔ اس کا چہرہ ، اس کے پیلے پیلے گالوں اور اس کی لٹکتی ہوئی چوٹیوں کے درمیان کیسا پیارا لگ رہا تھا ۔

مگر نہیں ، وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے تلوتما میرا مذاق اڑا رہی ہو ۔ دیویوں کے لئے یہ بات دشوار نہیں ہے کہ چنبیلی کا ہار ویسا ہی گوندھ لیں جیسے سیتا گوندھتی تھی ۔ ریت پر ویسے ہی قدموں کے نشان چھوڑیں جیسے

سیتا کے ہوں ، وہ عکس بھی بنا سکتی ہیں ، لیکن راما کو آنچل سے ہوا کرنے کا وہ انداز کیسے لا سکتی ہیں جو سیتا کا اپنا ہے ۔

(فکر مند ہو جاتا ہے)

ودوشک — او ہو ہو ہو — بڑا وچار ہو رہا ہے ۔ چلو قریب چل کر بیٹھ جاؤں اور ذرا تیکھے سوال کروں ۔ (بیٹھ جاتا ہے) دوست ، ایسے نہیں ۔ وہاں نہ بیٹھو ، کہیں بھی نہ بیٹھو ۔ میرے من کو نت نئی چنتاؤں میں گھنگور گھٹا کی طرح کلوٹا اور نم آلود رہنے دو — موتیوں کا ہار پہن کر تم تو ایسے لگ رہے ہو جیسے کسی راج محل کا یاقوتی کھمبا ہو ۔ بہت شاندار ، مگر چڑھنے کے کام کا نہیں ۔ سو ، اس تخت پر براجمان ہو جاؤ جو کنول کے کٹورے کی طرح اپنی بساط کھولے تمہارا منتظر ہے ۔ لکشمی کے اس محل میں یہ منڈپ ایک سپید کنول کی طرح ہے جس کی تعریف کے ہر آس راجہ ، مہاراجہ نے گن گائے ہیں جو یاترا کے لئے یہاں آئے تھے ۔ سو وہیں براجمان ہو جاؤ اور برھما کو جو وشنو کی پھول جیسی گود میں بیٹھ کر اکڑتا ہے ، ایک بار نیچا دکھاؤ ۔

راما — جیسا تم کہو ۔ (سوچتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے) آج مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے ہر خوشی اور غم کے جذبے کو نئے سرے سے محسوس کرنے لگا ہوں ۔ (اپنے دل پر ہاتھ رکھتا ہے اور گہری سوچ میں پڑ جاتا ہے) ۔

سیتا کے چلے جانے کے بعد ، اتنے دن گزر گئے ۔ میرا دل جیسے مر سا گیا تھا ۔ نہ اس پر کوئی خوشی اثر کرتی تھی اور نہ کوئی غم ۔ مگر جب سے وہ پرچھائیں دیکھی ہے غم اور خوشی کا دل پر برابر اثر ہو رہا ہے ۔

(سوچنے لگتا ہے)

ودوشک — (راما کو غور سے دیکھتے ہوئے — آہستہ سے) آہ ، اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ کیا سوچ رہے ہیں (بآواز) او ،

مہاراج ، تخت کے یہ بہر ایسا لگتا ہے جیسے کسی وزن کو اٹھاتے اٹھاتے تھک گئے ہیں ۔ ان کے منہ سے کف جاری ہے جو جواہرات کے روپ میں ، ان کے گالوں سے بہہ آیا ہے ۔ اس سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ تم مہاراج کچھ بوجھل سے ہو گئے ہو ، اپنے دونوں ہاتھوں پر دھرتی کو اور اپنے من میں دھرتی کی بیٹی کو سہارے ہوئے —

راما — (آہستہ سے) کوسیکا نے کوئی بات سن لی ہے اور اسی کے بارے میں جاننا چاہتا ہے ۔ یہ میرے بالپن کا ساتھی ہے ۔ میں اسے بتا ہی دوں کہ حالات کیا ہیں ۔ (بآواز) یہی بات ہے متر — پل چھن مجھے ویدھی ہی کی یاد ہے ۔

ودوشک — ان کی خطاؤں کے کارن یا ان کی نیکیوں کے کارن ؟

راما — کسی کارن بھی نہیں بھیا ۔

ودوشک — اگر یہ دونوں باتیں بھی نہیں ، تو پھر عورتوں میں کونسی بات رہ جاتی ہے جسے تم یاد کر سکو ۔ ؟

راما — اور جوڑوں کے لئے تو پریت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ادا ، کوئی نہ کوئی کارن چاہیے — لیکن سیتا اور راما کے لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں ۔

پریت کے اس سمبندھ کو برسوں کے دکھ درد اور ہنسی خوشی نے جنم دیا ہے ۔ اسے اظہار کے لئے الفاظ نہیں چاہیں ۔ وہ اس کے اندر بھی اسی شدت سے کار فرما ہے جس شدت سے میرے اندر ہے ۔ ہمارا پیار بے لوث ہے ، کسی نیکی یا بدی کے خیال کے بغیر ۔

ودوشک — ویدھی کو یا مجھ جیسے پرانے متر کو ان میٹھے شبدوں سے دھوکا تو نہ دو — تم نے رانی کی جدائی میں کونسا —

راما — تو تم سمجھتے ہو ، رام ، سیتا کو بھول بیٹھا ہے ۔ لیکن ایسا سمجھنے کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی ۔

باہر سے تو میں بہت سخت ہوں لیکن میرا احساس اور

میری محبت میرے اندر چھپی ہوئی ہے جیسے کنول کی بند کلی کے اندر نرم نرم ریشہ ہوتا ہے۔

ودوشک — غم کی شدت کا تمہاری بڑائی پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا ، جس طرح کشتیوں کے بیڑے میں آگ لگ جانے سے سمندر کا پانی گھٹ نہیں جاتا ۔ مگر میں فطرتاً نرم دل واقع ہوا ہوں ، اور جب رانی سیتا کی تنہائی اور بن باس کا خیال آجاتا ہے تو میرا حال اس برف کے تودہ کی طرح ہو جاتا ہے جو جنگل میں آگ لگ جانے سے پگھل کر پانی ہو رہا ہو — سو میری مدد کرو (روتا ہے) ۔

راما — جب تمہارے نزدیک سیتا ، اس قدر یاد رکھنے کے قابل تھی تو کیوں نہ تم نے اسی سمے مجھے ٹوکا تھا ، جب میں اسے الگ کر رہا تھا ۔

ودوشک — راجہ چاہے کیسی ہی خوشی میں ہو ، نوکروں کا راجہ کو ہدایت کرنا بہت دشوار ہے ۔ پھر جب وہ غصہ میں ہو تو اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

راما — متر ! — مجھ جیسے راجہ کبھی غصے میں ایسے بہک نہیں جاتے کہ اپنے دوستوں کے کہنے پر بھی غور نہ کریں ۔

ایک راجہ کے لئے جو بہت بلوان ہو ، اپنے وزیروں اور بھلائی کے اداروں میں گھرا رہنا ضروری ہے تاکہ روک تھام ہو سکے ۔ بالکل اسی طرح ، جس طرح سورج جب دھرتی کو اپنی آگ سے جھلسا دیتا ہے تو بادل اپنی جل بھری چھاگلیں لے کر اس کے اطراف گھر آتے ہیں ۔

راما — سیتا کی کہانی پر ہم جتنا وچار کرتے ہیں دکھی ہوتے جاتے ہیں ۔ سو جاؤ اور دربان سے کہہ دو کہ اب مہنتوں کے آنے کا سمے نزدیک آ رہا ہے اس لئے وہ اپنے اپنے دروازہ پر مستعدی سے کھڑے ہو جائیں ۔

ودوشک — کیا بات ہے ، مہاراج ، آج ایسے کون سے مہنت آ رہے ہیں

جن کے لئے ایسا اہتمام ہو رہا ہے؟ وہ آئیں گے تو کیا کھائیں گے۔ یہی نا، کچے میوے اور ترکاری بھاجی — چھال کے لباس وہ پہنے ہوئے ہوں گے اور ہاتھوں میں ٹیڑھی میڑھی چھڑیاں ہوں گی۔

واما — تمہارا یہ گمان ٹھیک نہیں — یہی بات کیا کچھ کم ہے کہ انہیں وہ گیان حاصل ہے جو آدمیت کے لئے ایک روشنی ہے جو اپنے آپ کو کل میں فنا کئے بغیر نہیں مل سکتی — یہ دیکھو۔

ہمارے اندر جو جوت جاگ رہی ہے یہ اس وقت تک نمود نہیں پاتی جب تک کسی گیانی کے ہاتھ اسے چھو نہیں لیتے۔ یہاں تک کہ یہ آگ جس کا کام ہی جلنا ہے، اس وقت تک شعلہ نہیں دیتی جب تک کہ ہوا کے جھونکے اسے بھڑکا نہیں دیتے۔

ودوشک — اگر مہنتوں کے درشن ایسے ہی اہم ہیں تو میں تمہارے حکم کے مطابق جاتا ہوں (جاتا ہے اور پھر داخل ہوتا ہے) اوہ، میں جیسے ہی دروازہ تک پہنچا ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ دو بالکھ سادھو، میرے متر کو اپنا ہنر دکھانے کے لئے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ اوہ، بھگوان، وہ کیسے سندر ہیں! سانولی سانولی جھٹپٹے کی سی رنگت، ابھی جوانی کا نکھار اس پر نہیں آیا۔ بالکھ ہیں اس لئے قد و قامت اپنی حد کو نہیں پہنچے لیکن اپنی بے مثل سندرتا کے کارن، وہ کام دیو کے بچے دکھائی دیتے ہیں۔ محل کے صدر دروازے پر کھمبوں کے قریب ایسا لگتا ہے جیسے تقدیر نے کوئی نیا گل کھلایا ہے۔ سال کے پیڑ کی طرح بلند و بالا، جیون کی نبضوں سے سرشار، بے قرار، بلوان اور بے حد سنجیدہ۔

واما — (چونکتے ہوئے) کیا بات ہے جو وہ ہمارے آگے آنے سے جھجھکتے ہیں؟

ودوشک — ان دو سندر بالکھوں نے تمہیں حیرانی میں ڈال دیا سو سنو، ان کی تعریف۔

راما — ہاں سناؤ۔

ودوشک — یہ دونوں، مہارشی والمیکی کے چیلے ہیں۔ انہیں چتروینا کا پورا پورا سرگیان ہے۔ وہ اس پر ایک ایسی چیز سناتے ہیں جو بالکل نئی اور اچھوتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں فرش پر بیٹھنے کی آگھیا دی جائے، کیوں کہ ان مہاپوشوں کے نزدیک سادھوؤں کی اسی طرح تعظیم ہو سکتی ہے۔ مہارشی نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنا گیت چترونیا کے ساتھ مہاراج کے آگے پیش کریں۔ یہ گیت ایک رشی نے لکھا ہے اور اس میں ایک مہاپرش کے کارنامے پیش کئے ہیں۔ یہ کارنامے بڑے کھرے اور بڑے شاندار ہیں۔ انہیں آج تک کسی نے نہیں سنا۔ اس گیت میں احساس کی دنیا جاگ رہی ہے جسے موسیقی کے علم نے زندگی بخشی ہے اور جو خوبصورت شبدوں سے میل کھا کر اپنی سندرتا کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ اگر یہ تعارف، مہاراج کے من کو بھا گیا ہے تو انہیں درشن کا موقع دیا جائے گا۔ اب مہاراج کیا کہیں گے۔

راما — آہ — اس تعارف نے ان کے فن اور ان کی شان و شوکت کا ہمیں یقین دلایا ہے۔ متر۔ جاؤ اور وہ جو مانگیں۔ انہیں دے کر اندر لے آؤ، دیر نہ کرو، ممکن ہے اس دیر کی وجہ وہ بیاکل ہو رہے ہوں۔

ودوشک — اُن کے بیاکل ہونے کی وجہ؟ وہاں وہ حاجبوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ایسے مانوس ہیں اور اپنی جٹاؤں میں لگتے ہیں کہ سب لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آج مہاراج دسرتھ کی زندگی کا وہ دن یاد آ گیا جب رام اور لکشمن بھی اسی طرح ان کے دربار میں پہلی بار لائے گئے تھے۔ تمہارا بچپن اور بوڑھے مہاراج کو یاد کر کے ان کی آنکھیں بھر آتی ہیں۔

راما — تو کیا وہ واقعی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ جب ہم بچہ تھے؟

ودوشک — سچ مچ ایسا ھی ھے ۔

راما — میری حیرانی بڑھتی جا رھی ھے ۔ بھاگو ، دیر نہ کرو اور انہیں بلا لاؤ ۔

ودوشک — مہاراج کی جو آ گھیا ۔

(جاتا ھے)

[کس اور لو ، سادھوں کے لباس میں مسخرے کے ساتھ اندر آتے ھیں ۔ مسخرا (ودوشک) راستہ دکھا رھا ھے] ۔

ودوشک — مہاپرشو ، ادھر سے چلو ۔ (آگے گھوم جاتا ھے) ۔

کس — (مڑتے ھوئے) پیارے لو ۔ مہارشی کے حکم کے مطابق جب میں ماں جی سے بدھائی لے چکا اور مہاراج کے محل کے لئے چل کھڑا ھوا تو ماں جی نے تمہاری جٹیا پکڑ کر ایک اشارہ سا کیا تھا اور تم اس گھانس پھونس کی کٹیا میں چلے گئے تھے ۔ اب مجھے بتاؤ نا بھیا ، ماں جی نے تم سے کیا کہا تھا ۔

لو — کچھ بھی تو نہیں ۔ بس اتنی سی بات کہ کٹیا کے آس پاس سب سادھو اکٹھے ھو گئے تھے ۔ وہ مجھے چپکے سے اندر لے گئیں اور اپنے سے چمٹا لیا وہ میرے سر کو چومتی رھیں اور مسکراتی ھیں ۔ پھر ڈرتے ڈرتے اپنا منہ مجھ سے قریب کر دیا اور کان میں یہ کہا — " میرے بیٹے ، میری خواھش ھے کہ تم دونوں اپنی پیدائشی بڑائی کو بھول جاؤ اور مہاراج کو نمسکار کرو ان سے ان کی طبیعت کا حال پوچھو " —

کس — جہاں تک مہاراج کی طبیعت پوچھنے کی بات ھے ، ٹھیک ھے لیکن یہ تعظیم کس لئے — ؟

لو — کیوں نہیں ؟

کس — ھمارے گھرانے کا کوئی آدمی تعظیم نہیں دیتا ۔

لو — یہ کس نے کہہ دیا — ؟

کس — ماں جی نے ۔

لو — اور یہ بھی ماں جی ہی نے کہا ہے کہ ہم نمسکار کریں ۔ بڑوں کے حکم پر سوال کرنے کا تمھیں ادھیکار نہیں ۔

کس — ٹھیک ، تو چلیے آگے ۔ آگے دیکھتے ہیں ، جیسا موقع ہوگا ویسا کام کیا جائے گا ۔

(دونوں آگے بڑھتے ہیں)

ودوشک — اس طرف ، مہاہرش ، اس طرف ۔

راما — (ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) یہی وہ بچے ہو سکتے ہیں جو کوسیکا کے ساتھ چلے آ رہے ہیں ۔ یہ میں حیران سا کیوں ہوں ؟ اس حیرانی کا کیا سبب ہے ؟

میں انہیں نہیں جانتا ۔ ان کے آنے کا مقصد مجھے نہیں معلوم ، مگر ان کی ایک جھلک ہی نے میری آنکھوں کو نیر جل سے ڈبڈبا دیا ہے ۔

نہیں ان کے اندر ایسا کون سا نیارا پن ہے ؟

ایک نگاہ ہی میں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں آپس میں سگے ہیں ۔ انہیں دیکھ کر کھنچنے لگتا ہے ۔ چندر کانت بھلا نیکی اور بدی میں کب فرق کرتا ہے ؟ وہ تو جیسے ہی چاند کو آکاش جگمگاتا دیکھتا ہے کھل اٹھتا ہے ۔

ذرا میں دیکھوں تو ، وہ آخر ہیں کیسے ۔ یہ کیا ۔ میری آنکھوں کو کیا ہوا ۔ وہ دیکھتی کیوں نہیں میں انہیں دیکھنا چاھتا ہوں ، مگر میرے من میں ایک انجان سی کیفیت ابھرنے لگتی ہے جس کا احساس مجھے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ، خوشی اور غم کی ، رحم اور تاسف کی ملی جلی کیفیت ۔ اس کیفیت سے تو میں نڈھال ہوا جاتا ہوں ۔ (چکرانے کا اظہار کرتا ہے) یہ آنسوؤں کی جھڑی کیسی ۔ ؟ ایسا لگتا ہے کہ وہ میرے دل کے اختیار سے باہر ہو گئے ہیں ۔ میں ذرا اپنے آپ کو سنبھا لوں ۔ اور دیکھ ہی لوں ۔ لو ، اب میری آنکھیں بھی نیر جل کی دھند سے پاک ہو گئی

ھیں ۔ (دیکھتا ھے) ان کا وجود کس قدر سنجیدہ اور کیسا شریفانہ ھے ۔ ان کے لباس کی تراش خراش میں کیسی ثقاھت اور کیسی دلکشی ھے ۔ ان کی معصوم مسکراھٹوں میں کیسی یک رنگی ھے ۔ صاف ظاھر کہ یہ کسی اونچے گھرانے کے بچے ھیں ۔

ودوشک — یہ رھے مہاراج ، اب آپ لوگ ان کے پاس جا سکتے ھیں ۔

کس — لو تمہیں یاد ھے ، میں نے جو تعظیم کی بات بتائی تھی ۔

لو — تو اب — ؟

کس — مہاراج کے نزدیک ھوتے ھوئے میرا دل خوف سے لرز رھا ھے اور اپنی ٹانگوں پر مجھے قابو نہیں رھا ۔ ان کی شخصیت کے آگے مجھے اپنی شخصیت کا احساس نہیں رھا ۔ میرا سر آپ ھی آپ جھکا جاتا ھے ۔ اور کیا بتاؤں — یہ لو ، میں تو ان کے آگے جھک گیا ۔

لو — تو کیا ، میرے بھیا بھی میری طرح ناچار ھو گئے — ؟

(دونوں نمسکار کے لئے جھک جاتے ھیں)

راما — نہیں ، شریمانو — نہیں — تمہیں آداب کی حدوں سے نہیں گزرنا چاھیے تم نے میرے آگے اپنے آپ کو اس قدر کیوں جھکا دیا ھے ؟ ھائے ۔ یہ برھمن اور اس طرح میرے آگے اپنا سر جھکائیں ؟ (تاسف کا اظہار کرتا ھے) ۔

ودوشک — مہاراج آگے آیے ۔ یہ آپ گھبراتے کیوں ھیں؟ ان کی عقیدت کے اظہار کو آپ نے پسند نہیں کیا ۔ آپ ان سے کچھ کم تو نہیں ۔

راما — کوسیکا سچ کہتا ھے ۔ شریمانو ، یہ تمہارا نمسکار بڑا من لبھاتا ھے ۔ لیکن سنو — یہ تعظیم جو تم نے مجھے اس جلدی میں دی ھے اسے میں تمہارے گرو کے چرنوں میں نذر کرتا ھوں ۔

ودوشک — میرے متر کے بول کیسے دل کش ھیں ۔ یہ انجام ھے اس الجھن کا ۔

کس اور لو — (دونوں سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں) مہاراج کی طبیعت کیسی ہے ؟

راما — تمہیں دیکھ کر تو بے شک اچھا ہوں ۔ مگر یہ کیا ، میں صرف تمہاری اسی پوچھ کچھ کا جواب دیتا رہوں گا اور تمہیں لپٹا نہ لوں گا جو ایک میزبان کے لئے ضروری بات ہے (انہیں گلے لگاتا ہے) انہیں چھو کر میرا دل دھڑکنوں سے بھر گیا ہے ۔ (سوچتے ہیں) مجھے نہیں معلوم ، اپنے بچے کو گلے لگا کر باپ کا من کیسا شانت ہوتا ہے ۔ مگر کچھ ایسی ہی کیفیت ضرور ہوتی ہو گی ۔ بن باسیوں کو چاہیے کہ وہ اس جھنڈ سے مکھ پھیر لیں اور چپکے سے اپنے اپنے راستوں پر چلے جائیں ۔

(انہیں تخت پر بیٹھنے کے لئے جگہ دیتا ہے)

دونوں بچے — نہیں ، یہ تو راج گدی ہے ۔ ہمیں اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے ۔

راما — شرماؤ نہیں ۔

تم ابھی بالکھ ہو اور نیکیوں کے لحاظ سے تم راجوں اور مہاراجوں سے زیادہ اس گدی پر بیٹھنے کا ادھیکار رکھتے ہو ۔ ٹھنڈی کرنوں والا چندرمان اپنے بالپن ہی کی وجہ سیوا کے سر میں کیتکی کے پتے کی طرح جگہ پاتا ہے ۔

(ڈبڈبائی آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے ، انہیں پھر گلے لگا لیتا ہے ۔ پھر ودوشک کی طرف دیکھتے ہوئے) ۔

تمہیں یاد ہے ، سیتا کو بن باس ملے کتنے سال بیت گئے ۔

ودوشک — (سوچتے ہوئے) مجھے یاد ہے ۔ پرماتما میری مدد کرے ۔ (انگلیوں پر گنتا ہے اور تین انگلیاں اٹھا دیتا ہے) نہیں ، گننے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ یوں سمجھ لیجیے مہاراج ، آج رانی سیتا کو بن باس ہوئے دسواں برس ہے ۔

راما — (دونوں بچوں کو دیکھتے ہوئے) اگر اس کی زچگی صحت اور سلامتی سے ہوئی اور اس کا بچہ بھی جیتا رہا تو وہ بھی انہیں کی برابر ہوگا ۔

ودوشک — او — اس گم کئے ہوئے بچے کی کہانی کوئی نہیں جانتا دکھ سے میں دوہرا ہوا جاتا ہوں (روتا ھے)

راما — میرا حال بھی یہی ھے۔ جب سے آشرم کے ان بالکھوں ک کو دیکھا ھے ایک ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہو گ ہوں۔

بن باس کے حساب سے اس بچے کا جو بھی سن ھو ھو ، لیکن اس سن کے لگ بھگ جو بھی بچہ سامنے آ جاتا ھے ، من گرما جاتا ھے اور آنکھوں سے نیر بہنے لگتے ھیں۔

(انہیں گلے لگا لیتا ھے اور روتا ھے)

ودوشک — (گھبرا کر) ھرگز نہیں۔ جانے دو ، سانپو ، جانے دو۔ بچے کی زندگی بخش دو۔ انہیں تخت سے اتار دو۔

راما — (گھبراھٹ میں بچوں کو اتر جانے دیتا ھے) کیا بات ھے متر — ؟

ودوشک — ساکیتا کے پرانے رھنے والوں کے منہ سے میں نے سنا تھا کہ اگر اس تخت پر کوئی ایسا منش بیٹھ جائے جو راگھو گھرانے کا نہ ھو تو اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ھو جائے گا۔

راما — (گھبرا کر) اتر جاؤ — جلد اتر جاؤ۔

(دونوں بچے اتر جاتے ھیں اور فرش پر بیٹھ جاتے ھیں)

راما — تم دونوں اچھے تو ھو ؟ تمہارے سروں میں کوئی تکلیف تو نہیں۔

دونوں بچے — جی مہاراج ، ھم اچھے ھیں۔ ھمارے سروں میں کوئی تکلیف نہیں۔

ودوشک — او — بہت خوب ، بہت خوب — تو ان پر کوئی اثر نہیں ھوا۔ ان کے شریر جیسے تھے ویسے ھی رھے !

راما — کیا خوب؟ ان میں کیا ھے ؟ (بچوں کی طرف اشارہ کرتے ھوئے)

وہ لوگ جو بیراگ کا جیون بتاتے ہیں ان کے ساتھ سادھوؤں کی دعائیں ہوتی ہیں — یہ دیکھو۔

ان جسموں کو دیکھو جو بیوگ کی بھبوت سے اٹے ہوئے ہیں، ان پر تیروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا — بالکل نہیں۔ اندر کے ترکش کے تیر بھی ان کے جسموں سے ٹکرا کر اپنا نوکیلا پن کھو دیتے ہیں۔

(دونوں بچوں سے مخاطب ہو کر) بھلا بتاؤ تو، تم دونوں ایک ہی جگہ رہتے ہو — ؟

دونوں بچے — مہاراج، یہ تو ہمارے بھاگ میں لکھا ہے۔

راما — اچھا — !

ودوشک — مہاراج یہ آپ کے مہمان ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اپنی باتوں سے ان کا دل بہلائیں۔

راما — تمہاری خوبصورتی نے میرے من کو حیران کر دیا تھا اور ایسے ایسے سوال میرے منہ سے نکل گئے۔ تم آخر کس ذات کے ہو اور کس گھرانے سے تمہارا تعلق ہے۔

(کس، لو کو اشارہ کرتا ہے)

لو — راجہ کی ذات اور راجہ کا گھرانا — ہم گیان حاصل کر رہے ہیں مہاراج۔

راما — تو یہ برہمن نہیں — اس لئے مجھے نمسکار کرنے، مجھے تعظیم دینے میں یہ حق بجانب تھے۔ انہیں مجھ سے کمتر نشست بھی ملنی چاہیے تھی۔ اچھا تو تمہارا گھرانا، کس سے جا کر ملتا ہے، سوریہ سے یا چندرمان سے ؟

لو — اس سے جس کی ہزار کرنیں ہیں۔

راما — یہ کیا، یہ بھی ہماری طرح سورج بنسی گھرانے سے رشتہ جوڑتے ہیں — ؟

ودوشک — کیا یہ جواب دونوں کا ہے ؟

راما — کیا تم دولوں آپس میں رشتہ رکھتے ہو ؟

لو — ہم دونوں سگے بھائی ہیں ۔

راما — تم دونوں میں بلا کی شباہت ہے ، سن کا کوئی فرق ہے ؟

لو — ہم دونوں جڑواں بھائی ہیں ۔

راما — اب میں سمجھا ۔ تم میں بڑا کون ہے ۔ اور اس کا نام کیا ہے ؟

لو — (کس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو ہاتھ باندھے کھڑا ہے) اپنے بھائی کے احترام میں ، میں اپنے آپ کو لو پکارتا ہوں اور یہ گرو کے احترام میں — (کچھ کہنے سے پہلے رک جاتا ہے) ۔

کس — اور مجھے کس کہتے ہیں ۔

راما — آہ — یہ ریت بھی کیسی شاندار اور کیسی دلفریب ہے ۔

ودوشک — ہمیں نام تو مل گئے لیکن دونوں میں بڑا کون ہے ، معلوم نہ ہو سکا ۔

راما — اوہ — یہ ہاتھ باندھے کھڑے رہنے سے اور اس کا نام لیتے ہوئے رک جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس بڑا ہے ۔

ودوشک — تو ٹھیک — اب میں سمجھا ۔

راما — تمہارے گرو کا کیا نام ہے ۔

لو — مہارشی والمیکی ۔

راما — تم سے کوئی ناتہ — ؟

لو — وید اور گیان کا ناتہ ۔

راما — اب مجھے بتاؤ ۔ تمہارے پتا کا کیا نام ہے جس نے تم جیسی ہستیوں کو جنم دیا ۔

لو — مجھے ان کا نام نہیں معلوم ۔ اور نہ اس آشرم میں ان کا کبھی کوئی نام لیتا ہے ۔

راما — آہ — یہی تو بڑائی ہے ۔

کس — مجھے ان کا نام یاد ہے ۔

راما — بولوٹا ۔

کس — انہیں ' نردئی ' کے نام سے یاد کرتے ہیں ۔

راما — (ودوشک کی طرف دیکھ کر) بڑا عجیب نام ہے ۔

ودوشک — (سوچتے ہوئے) ٹھیک ، یہی تو میں ان سے پوچھنے والا تھا ۔ انہیں ' نردئی ' کون کہتا ہے ۔

کس — ماں جی ۔

ودوشک — کیا وہ یہ نام غصے میں کہتی ہیں یا عام حالتوں میں بھی ۔

کس — جب کبھی وہ ہمیں اوجڈ پن کرتے دیکھتیں تو ہمیں اس طرح ٹوکتیں ۔

" او نردئی کے بچے ، یہ شان اچھی نہیں " ۔

ودوشک — اگر ان کے پتا کا نام نردئی ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ان کی ماں کے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور اسے بن باس دے دیا ہے ۔ اس صدمے کو وہ برداشت نہیں کر سکتی اور اس طرح بچوں کو ڈانٹتی ہے ۔

راما — کوسیکا سچ کہتا ہے ۔ (آہ بھرتے ہوئے) افسوس ، میرا بھی کیا دکھیارا جیون ہے ، وہ بھی میری غلطی کے کارن بن باس کاٹتے ہوئے اپنے بچے پر اسی طرح غصہ کرتی ہوگی ۔

(ڈبڈبائی آنکھوں سے دونوں بچوں کو دیکھتا ہے)

او مہاپرشو ، کیا وہ نردئی بھی کبھی آشرم میں آتا ہے — ؟

لو — نہیں ، ہرگز نہیں ۔

راما — (گھبرا کر) کوئی اس کی خبر بھی ہے ؟

(لو ، کس کو دیکھتا ہے)

کس — اب تک تو ہم نے اسے نمسکار بھی نہیں کیا ۔ لیکن ماں جی کی اکیلی موہاف سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی آہیں اسی نردئی کے لئے ہیں ۔

راما — کیا اس نے کبھی تمہیں پیار نہیں کیا ؟

کس — نہیں ۔

راما — یہ بہت لمبی اور کٹھن جدائی ہے ۔ تم لوگ ایک دوسرے کو اتنی مدت سے نہ دیکھ سکے ۔ (ودوشک کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ میں) میرا جی بے اختیار چاہتا ہے کہ ان کی ماں کا نام پوچھوں لیکن ایک استری کے بارے میں میرا پوچھنا مناسب نہیں ۔ خصوصاً جب وہ آشرم میں رہتی ہو تو پھر کیا کیا جائے — ؟

ودوشک — (راما سے علاحدگی میں) کیا برھمن کی ذات ان سب باتوں سے اونچی نہیں ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں ۔ (بآواز) مہا گیانیو ، تمہاری ماتا کا کیا نام ہے ؟

لو — ان کے دو نام ہیں ۔

ودوشک — وہ کیسے ؟

لو — آشرم کے باسی انہیں ' رانی ' پکارتے ہیں اور والمیکی مہاراج ، ' بہو ' ۔

راما — والمیکی مہاراج ، بہو پکار کر کس راجہ کے گھرانے کو عزت دے رہے ہیں ، نہیں معلوم ۔

ودوشک — راجاؤں کے گھرانے ایسے پھیلے ہوئے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔

راما — اور متر — ذرا ادھر تو آنا ۔

ودوشک — (قریب جاتے ہوئے) حکم کرو مہاراج ۔

راما — ان دونوں بالکھوں کے گھرانے کے حالات ہمارے گھرانے کے حالات سے کیسے ملتے جلتے ہیں ؟

ودوشک — وہ کیسے — ؟

راما — دیکھو ، ان کا سن وہی ہے جو سیتا کے بن باس کی مدت ہے ۔ یہ سوریہ ونشی ہیں ۔ جب یہ راج گدی پر بیٹھے تو ان کے

شریر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا ۔ ان کا باپ 'نردئی' کہلاتا ہے۔ شاید اپنی زیادتیوں کی وجہ سے۔ ان کی ماں 'رانی' کہلاتی ہے جس سے ان کے اونچے خاندان کا پتہ ملتا ہے۔ میں ان تمام باتوں سے جو ہمارے درمیان مشترک ہیں کچھ بوکھلا سا گیا ہوں ۔

(بوکھلاہٹ کا اظہار کرتا ہے)

ودوشک — تو کیا ، تمہارے خیال میں یہ سیتا کے بچے ہیں ؟

راما — نا ، نا - یہ بات نہیں - میں ایسی بات آشرم کے باسیوں کے تعلق سے کیسے کہہ سکتا ہوں - پھر بھی -

ان کے سن و سال سے ، ان کے اونچے گھرانے سے ، ان کی سانولی سلونی رنگتوں سے اور ان کی بانکپن سے مجھے سیتا یاد آتی ہے۔ وہ کس حال میں ہوگی - مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔

(سوچ اور دکھ کا اظہار کرتا ہے)

(پس پردہ آواز)

تمہارے کام میں دیر کیا ہے؟

جنگ آزما بلوان کی کہانی والا گیت جسے گرو دیو والمیکی نے نظم کیا ہے۔ راما کے کانوں تک تمہیں پہنچا دینا چاہیے تاکہ دوپہر کی پوجا سے پہلے پہلے یہ کام پورا ہو جائے -

دونوں لڑکے — او ، مہاراج ، ہمارے گرو کی طرف سے یہ پیام آیا ہے کہ ہم جلدی کریں -

راما — رشی کے حکم کی تعمیل مجھ پر بھی فرض ہے۔ اس کے پیچھے کوئی بات ، کوئی وزنی بات محسوس ہوتی ہے۔

بہر حال -

تم دونوں گاتے ہو اور کوی ، اپنے رتبہ میں تمام آشرموں کی جان ہے۔ گیت کے یہ بول دھرتی پر پہلی بار

اترے ہیں - وشنو کی کہانی کا موضوع ہر تعریف سے بلند ہے - صرف اتنی بات ہی سننے والے کے دل کو گندگیوں سے پاک کر کے اسے ایسی خوشیوں سے بھر دیتی ہے جو امر ہیں — انمٹ ہیں -

متر ، یہ کویتا ، آدمیت کے لئے ایک بے مثال انکشاف ہے - میری دلی خواہش ہے کہ میں اسے اپنے سارے راج منتریوں کے ساتھ سنوں - میرے دربار کے ساتھیوں کو بلالو - لکشمنا سے کہنا کہ آ جائیں - اور میں بھی اٹھ کر چند قدم چلوں ، کیوں کہ یہاں بیٹھے بیٹھے میرے پاؤں اکڑ سے گئے ہیں -

(جاتا ہے)

ڈراپ

— * * —

ایکٹ — ٦

(حاجب داخل ہوتا ہے)

حاجب — کوسیکا کے ہاتھ مہاراج کا جو حکم مجھے ملا تھا ، اس کی تعمیل میں ، میں یہاں حاضر ہوگیا ہوں ۔ (ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) لو ، وہ رہے مہاراج — وہ ادھر ہی آ رہے ہیں ۔

ان کی سنگت میں تین مہاپرش اور بھی ہیں جیسے تینوں ویدوں کی موجودگی میں اشومیدہ کی رسم جاری ہو ۔

(اس کے ساتھ ہی راما ، اسٹیج پر آتا ہے، اس کے پیچھے کس پھر لو اور آخر میں لکشمن) ۔

(وہ اسٹیج پر آ کر گھوم جاتے ہیں) ۔

حاجب — (نزدیک آ کر) مہاراج کی جئے ہو ۔ دربار تیار ہے اور تخت مہاراج کا منتظر ہے۔

(وہ سب بیٹھ جاتے ہیں)

حاجب — مہاراج یقیناً جانتے ہیں ۔ یہ راج گھرانے کے کنور ہیں ۔ یہ شہری ہیں اور گاؤں کی رعیت ہے جو مہاراج کے درشن کے لئے حاضر ہوئی ہے ۔

راما — (دیکھتے ہوئے) یہ کیا ہے ، جیسے پردہ باندھ کر ہماری نگاھوں سے چھپا دیا گیا ہے۔

حاجب — رانی کوشلیا اور دوسری رانیاں ، اور بھرت جی، ست رگھون جی اور لکشمن جی کی دلہنیں ہیں مہاراج ۔

لو — (حاجب سے) شریمان جی — کیا بات ہے ، رانی سیتا کو آپ نے نہ تو رانیوں میں گنا اور نہ دلہنوں میں — ؟

راما — (آہ بھرتے ہوئے - حاجب سے) تم جاؤ ، اپنی جگہ بیٹھ جاؤ :

حاجب — جو آ گیا ، مہاراج —

(جاتا ہے)

راما — ہاں ، شریمانو — بس شروع کرو -

کس اور لو — " تو پھر ، دھرتی کے راجہ نے تین شادیاں کیں پہلے کوشلیا سے شادی کی - پھر کیکئی سے اور آخر میں نازک بدن سمترا سے — "

راما اور لکشمن — (خوشی کے اظہار کے ساتھ) کوی نے پتا جی کو اس کہانی کا ہیرو بنا دیا ہے -

(دونوں تعظیماً سر جھکا دیتے ہیں اور اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں) -

کس اور لو — "کوشلیا سے راما پیدا ہوتے ہیں (لکشمن تعظیم دیتا ہے) اور کیکئی سے بھرت - سمترا کو توام بچے ہوتے ہیں جن کا نام ست رگھون اور لکشمن رکھا جاتا ہے -

(راما ، لکشمن سے گلے ملتا ہے)

پھر راما کا بیاہ سیتا سے ہوتا ہے اور لکشمن کا ارمیلا سے - اسی طرح بھرت اور ست رگھون کی شادی ، کسادہ واجا کی دو لڑکیوں سے ہو جاتی ہے -

جوانی اور بالپن کے اس دوراہے پر پہنچ کر راج کماروں کے سن میں اپنی اپنی دلہنوں کے لئے بڑا موہ پیدا ہو جاتا ہے " -

لکشمن — بہت خوشی کی بات ہے -

راما — سمے رائگاں نہ کرو - گائے جاؤ -

پتا جی کا سن ڈھلنے لگا تھا ۔ ہم پر جوانی کی بہار ٹوٹی پڑتی تھی اور ساکیتا کے باغ کے پودے ہمارے گھٹنوں برابر ہو کر رہ گئے تھے ۔

کس اور لو — " — اور پھر جب رام کی گدی نشینی کے سارے انتظامات ہو گئے اور بھرت اپنے ماما کو دیکھنے ننھیال چلا گیا —"

اما — (آہستہ سے) اب ضرور ، دوسری رانی کے حکم کا ذکر ہوگا۔ پرماتما کے لئے وہ حصہ نہ پڑھو ۔ اور سیتا کے گم ہو جانے کے واقعے سے اپنی کویتا آرمبھ کرو ۔

کس اور لو — " جیسے جیسے دن گزرتے گئے ، سیتا کی بے مثال سندرتا کی داستانیں راون کے کانوں تک بھی پہنچیں اور وہ ہزار سر والا ایک دن سیتا کے شریر کو لے اڑا ۔ مگر اس کی پوترتا کو ، اس کی آتما کو نہ لے جا سکا ۔

(لکشمن ، رام کی طرف دیکھتا ہے)

پھر راون نے سمندر پر پل کھڑا کیا ۔

راون کو لڑائی میں جان سے مارا اور سیتا کو ساکیتا کے باغوں میں لے آیا " ۔

اما — کتنی سچی کویتا ہے — !

کس اور لو — " پھر راما ، راج گدی پر بیٹھا ۔ مگر لوگوں کی باتوں سے گھبرا کر اس نے لکشمن کو بلایا اور کہا — " سیتا کو بن میں چھوڑ کر آؤ — "

" ایسے ویرانے میں جو بس کر اجڑ گیا ہو ۔ جو جنگلی جانوروں سے گھرا ہوا ہو ۔ لکشمن نے سیتا کو ایسے ہی بن کے حوالے کر دیا اور آپ لوٹ آیا ۔ سیتا کا کوئی رکھوالا نہ تھا ۔ دکھوں نے نڈھال کر دیا تھا ۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کی قطاریں چلی آتی تھیں ۔ اس کی کوکھ میں راگھو خاندان کا دیپ اپنے جنم دن کا انتظار کر رہا تھا " ۔

لکشمن — آہ لکشمن — تیرے بھاگ بھی کیسے اجاڑ ہیں ۔

راما — تمہارا اس میں کیا دوش — یہ تو سارے کرتوت راما کے
ہیں ۔ ہاں آگے چلو ۔

کس اور لو — اور یہاں ہماری کویتا ختم ہوتی ہے ۔

راما — (بے قرار ہو کر) لکشمن ، یہ تو بہت برا ہوا ۔

راما اور لکشمن — پھر راجہ جنک کی لڑکی آشا اور جیون دونوں ہی سے ہاتھ
دھو بیٹھی ۔ دکھ بھرے واقعات سے گھبرا کر کوی نے شاید
کویتا یہیں روک دی ۔

کس — یہ دونوں مہاپرش ، سیتا کی کہانی سے بڑے متاثر ہوئے ہیں
سو میں ان سے ایک بات پوچھوں ۔ (لکشمن سے مخاطب ہو
کر) کیا آپ لوگ مہاراج ، ہماری کویتا کے رام اور
لکشمن ہیں ۔

لکشمن — ہاں ، ہے تو ایسا ہی ۔

کس — اور آپ ہی سیتا کو بن میں چھوڑ آئے تھے ۔

لکشمن — (جھینپتے ہوئے) بڑی بے دلی کے ساتھ ۔

کس — کیا سیتا ، راما کی سچی بیوی تھی ۔

لکشمن — اس میں کیا شک ہے ۔

کس — کیا سیتا اور اس کے بچے کی بھی کوئی خبر ہے ۔

لکشمن — یہ بات تو ہم نے تمہاری کویتا سے معلوم کی ہے ۔

راما — کیا اس کے آگے بھی وہ ہمیں کوئی خوشی کی بات سنا سکیں گے ۔
(سوچتے ہوئے) یہی کیوں نہ میں پوچھ لوں ۔
مہاپرشو ، کیا یہیں تک تم نے کویتا سیکھی تھی یا کویتا
ہی اس جگہ سمات ہو جاتی ہے ۔

کس — یہ ہمیں نہیں معلوم ۔

راما — ہمیں کانوا سے پوچھنا چاہیے ۔ لکشمنا ۔ کانوا کو تو بلالو

(لکشمن جاتا ہے اور کانوا کے ساتھ لوٹ آتا ہے)

کانوا — سیتا کے بچوں کے ساتھ راما کو دیکھ کر آنکھوں میں خوشی کی ٹھنڈک اتر آئی ۔ وہ ایسے لگ رہے ھیں جیسے نویں برج کا ٹھنڈی روشنی والا چاند ، پنرواشی کی سنگتا میں ھو ۔

لکشمن — مہاراج رشی کانوا آ گئے ۔

راما — (جھکتے ہوئے) اس گدی پر پدھاریے ۔

کانوا — (بیٹھتے ھوئے) اگر تم رامائن سننے کے لئے بے قرار ھو تو بتاؤ لو اور کس نے اس کویتا کو کس جگہ ختم کیا ۔

لکشمن — (وہ کویتا دھراتا ھے " ایسے ویرانے میں جو بس کر اجڑ گیا ھو — " کس اور لو نے یہیں تک سنایا تھا ۔

کانوا — تو اب آگے سنو ۔

راما — بھگوان میری سہائتا کرے ۔

کس اور لو — راما کی بیوی کے تعلق سے اب یہ کوئی اچھی خبر سنائیں گے ۔

کانوا — پھر والمیکی نے ، جو مہارشی ھیں ، اپنے چیلوں سے سیتا کی بات سنی اور اسے بن سے آشرم لے آئے ۔ اسے دلاسا دیا ۔

راما — راگھو کے گھرانے پر تمہارا بڑا کرم ھے ، مہارشی ۔ مجھے تم نے گہری کھائیوں سے نکال لیا ھے ۔

کس اور لو — بھگوان کی کرپا ھے ۔ راما کی بیوی کیسی بھاگ ونت تھی ۔

(سب خوشی کا اظہار کرتے ھیں)

کس — پیارے لو — وہ کون ھے جسے والمیکی کے آشرم میں سیتا کے نام سے پکارا جاتا ھے ؟

لو — اس نام کی کوئی بھی تو نہیں ۔ یہ تو صرف کویتا کی بات ھے ۔

راما — پھر اور کیا ھوا ۔

کانوا — پھر جب اس کی زچگی کے دن قریب آئے ، اسے بھگوان نے دو بچے دیے ۔ جس طرح آکاش پر چاند اور سورج ھوں ۔

لکشمن — آھا ۔ بھیا ، بھگوان کرے راگھو کی نسل آباد رھے ۔

کس اور لو — مہاراج کو بچوں کا جنم مبارک ھو ۔

راما — (آهسته سے) کاش وہ کس اور لو ہوں ۔

کانوا — جات کرم کی رسم ادا کرنے کے بعد، مہارشی نے ان بچوں کا نام کس اور لو رکھا ۔

راما — تو کیا - یہ سیتا کے بچے ہیں ؟ اوہ، کس میرے بیٹے اوہ، لو، میرے پیارے ۔

لکشمن — رانی نے جیسے دو تصویریں بنا دی ہیں، میرے بھائی کی ۔

کس اور لو — یہ — کیا وہ آپ ہی ہیں ۔ آہ، پتا جی اب آپ ہماری دیکھ بھال کریں ۔

(سب راج کمار ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور ان پر غشی کی کیفیت طاری ہے) ۔

کانوا — (گھبراہٹ میں) یہ کیا آفت ہو گئی ۔

میں تو کویتا کے اس حصے پر تھا جو خوشی سے بھرپور ہے ۔ مگر راگھو خاندان کے ان چاروں مہاپرشوں کو ہو کیا گیا، یہ تو سب کے سب بے ہوش ہو گئے ۔

(غور سے دیکھتے ہوئے) ٹھیک ۔ یہ تو سانس لے رہے ہیں ۔ چلو میں چل کر رشی اور رانی دونوں کو یہ بپتا سنا دوں ۔

(جاتا ہے)

(والمیکی تیز تیز قدموں سے چلا آتا ہے ۔ اس کے ساتھ سیتا ہے)

والمیکی — بٹیا، شتابی نہ کرو ۔ بے ہوشی اگر فوراً دور نہ ہوئی تو مہلک ہوتی ہے ۔

سیتا — مجھے کوئی بتائے، آخر یہ سب کیسے ہوا ۔ کیا راگھو خاندان کے راج کمار ابھی زندہ ہیں ۔

والمیکی — بیٹی، شانت رہو ۔ وہ ابھی زندہ ہیں ۔ تم دیکھتی نہیں ہو، وہ سانس لے رہے ہیں ۔

سیتا — ہاں پتا جی — اب میرا دل جگہ پر ہوا ۔

والمیکی — (غور سے دیکھتے ہوئے) متھلا کی رانی جی، اپنی نظروں کو ابھی سمیٹے رہیے ۔ حوصلہ چھوٹنے نہ پائے ۔ تمہاری

کہانی نے راگھو کے گھرانے کو مارے خوشی کے اسی طرح فرش پر لا ڈالا ہے جس طرح بہار کی تیز ہوائیں ، پھولوں کو ان کی ڈالیوں سے نوچ کر روشوں پر بکھیر دیتی ہیں -

سیتا — (شرما کر) مہارشی جی وشواش رکھیں - میرے سوامی نے مجھے ابھی اجازت ہی کہاں دی ہے جو میں ان پر نگاہ ڈال سکوں -

والمیکی — (مستقل مزاجی کے ساتھ) اجازت اور ممانعت کی بات کیا کر رہی ہو ، جب کہ میں یہاں ہوں - آؤ ، میں والمیکی ، تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم انہیں دیکھ لو - جاؤ — اپنے پتی کے قریب جاؤ - گھبراؤ نہیں -

سیتا — (ایک نگاہ ڈالتے ہوئے) اوہ ، گرو دیو — کیا حالت ہے - میں ابھا گنی — میں بلہاری -

(گر جاتی ہے اور روتی ہے)

والمیکی — بیٹی ، اٹھو - جی نہ چھوڑو - میں آپ ، رام اور لکشمن کو دیکھ لوں گا - راما ، میرے بچے ، اٹھو — لکشمنا ، دل پر قابو رکھو بٹیا -

سیتا — بیٹے کس - پیارے لو — جاگ پڑو -

(یہ کہتے ہوئے وہ جیسے پانی کا چھینٹا دیتی ہے)

راما — (ہوش میں آتے ہوئے) کانوا — کیا سیتا ابھی زندہ ہے ؟

(شرم کا اظہار کرتا ہے)

والمیکی — شرماؤ نہیں — بیوی سے پیار تمہارا فرض ہے -

لکشمن — (ہوش میں آتے ہوئے) کیا بھیا کو ہوش آ گیا -

راما — ہاں بدقسمتی سے میں ہوش میں ہوں -

کس اور لو — (ہوش میں آ کر) اوہ پتا جی ہمیں نہ چھوڑیے -

(وہ راما کے چرنوں پر گر کر رونے لگتے ہیں)

راما اور لکشمن — (انہیں گلے لگاتے اور دلاسا دیتے ہوئے) گھبراؤ نہیں۔ گھبراؤ نہیں بیٹو۔

والمیکی — یہ کیا، تم اپنے پتا کو دیکھ کر ایسے بے قابو ہو گئے۔ یہ رونا دھونا کیا ہے۔ آنسو پونچھ دو۔

(کس اور لو آنسو پونچھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور راما کو گھورنے لگتے ہیں)۔

سیتا — (آہستہ سے) تم آخر اس طرح کسے گھور رہے ہو — ؟

راما — آہ۔ سیتا نے کیسی بے رخی دکھائی ہے۔ اتنے دنوں کے کے بعد مجھے دیکھ کر اس نے سواگت میں ایک بات بھی تو نہ کی۔

والمیکی — (غصے سے) او، شریف گھرانے کے مہاراج، آپ تو مترتا کے ایسے پکے، سونچ بچار کر کام کرنے والے، بھلا رعایا کی بے ہودہ بکواس سے ڈر کر، رانی سیتا کو بن باس دے بیٹھے — ؟ وہ سیتا، جس کا ہاتھ راجہ جنک نے سوئمبر کے سمے آپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ آپ کے باپ نے جس کو بہو کی حیثیت سے قبول کیا تھا، جس کا بیاہ آپ کے لئے ہنر ملن تھا، وہ سیتا جس کی آبرو کی، جس کی لاج کی قسم والمیکی نے کھائی تھی، جس کی نیکی کی گواہی اگنی نے دی تھی اور جو اب کس اور لو کی ماں ہے۔ دھرتی کی نیک پتری ہے۔

(راما سراسیمگی کا اظہار کرتا ہے)

لکشمنا — کیا تمہارے لئے یہ ٹھیک تھا ؟ نہیں۔ تمہارا اس میں کیا دوش ؟ تم چھوٹے ہونے کے کارن بڑوں کا کہنا کرو گے۔ (راما سے مخاطب ہو کر) راون کے لشکر کو مار ڈالنے کے بعد وہ کونسی طاقت تھی، مہاراج، جس نے سیتا کو واپس لینے پر آمادہ کیا۔

راما — مقدس اگنی نے۔

والمیکی — پھر مہاراج ایسی کیا بات ہوئی جو آپ نے اس مقدس اگنی پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا — ؟

سیتا — ہائے ہائے ۔ میرے سوامی کی ایسی درگت ، اور وہ مجھ ابھاگنی کے کارن ۔

(اپنے کانوں کو ہاتھوں سے ڈھک لیتی ہے)

والمیکی — جب اگنی کی دیوی نے سیتا کے پاک ہونے کی گواہی دی تھی تو پھر آپ نے پرجا کی ناسمجھ اور شریر باتوں پر کیسے بھروسہ کر لیا ۔

(راما ہاتھ کے اشارے سے رشی کو روکتا ہے)

تو کیا ، اس نے اپنے بلوان ہاتھ کے اشارے سے مجھے چپ کر دیا ؟

محبت تو عام آدمیوں کے دلوں میں چھپ کر بھی زندہ رہتی ہے ، اس میں کوئی لاگ لپٹ نہیں ہوتی ۔ مگر راجاؤں کے گلے میں یہ خوش نما ہار بن کر بھی پروان نہیں چڑھ سکتی ۔ ایسے ہی جیسے شیشم کا پودا ریت میں پھل پھول نہیں سکتا ۔

چلو بیٹا — یہ سونچنے کا سمے نہیں — کس اور لو کو کو لو اور اپنے آشرم کی طرف چلو (آگے بڑھتا ہے) ۔

رام اورلکشمن— تو مہاراج ، آپ جارہے ہیں ۔

والمیکی — (مڑ کر) رانی ویدھا ۔ یہ تو اب آشرم کے باسیوں کو بھی دھمکانے لگے ۔ اب تو تمہیں خود ہی اپنے آپ کو نردوش ثابت کرنا ہوگا ۔

سیتا — تو کیا مجھے ؟

والمیکی — تم بے گناہ ہو ۔

سیتا — (شرما کر) ان سارے سجنوں ، راج منتریوں اور ان سبھوں کے آگے جو یہاں موجود ہیں ، میں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ

ویدھا کے راجہ کی اس بد نصیب لڑکی نے کبھی اپنی آبرو نہیں کھوئی ۔

والمیکی — یہ بات اور اونچی آواز سے کہہ دو رانی ، تاکہ جھوٹ ، اس سچ کی للکار کے آگے ٹھہر نہ سکے ۔

سیتا — مہارشی کا کہنا مجھے ماننا پڑے گا ۔ (اپنے ہاتھ جوڑ لیتی ہے اور ہر سمت نظر ڈالتی ہے) ۔

او ، دھرتی کے رکھوالو ، آکاش کے دیوتاؤ ، تم تو اپنی آتما کے زور سے دنیا کے سارے بھیدوں کو جانتے ہو ۔ میری یہ بات سن لو ۔ مہارشی والمیکی ، مہارشی وشواستر ، مہارشی وسیشٹا ، تمھیں بھی میری بات سننی ہوگی ۔ اے ہزار کرنوں والے سورج ، جو راگھو گھرانے کا بانی ہے ، اچھے اور برے کام کی گواہی جس سے ملتی ہے ، اس دکھیا کی فریاد سن ۔ کیا تم سب میری آبرو کی گواہی نہیں دے سکتے ؟ سیتا ہی کو یہ ثابت کرنا ہوگا ۔

والمیکی — یہ دیکھو ، کسی جادو کے بنا ، سیتا نے اپنے کردار کو کیسی حیرتناک بلندی دے دی ہے ۔

سب — (حیرت سے) بہت خوب ! بہت بہتر ۔ جب رانی بولتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دھرتی کا ہر جاندار اور بے جان ذرہ اس کے سننے میں ایسا مبہوت ہے کہ ذرا سی حرکت بھی نہیں کرتا ۔

اور یہ —

سمندروں نے اپنی موجوں کی روانی روک لی ہے ۔ یہاں تک کہ یہ ہوا جس کا کام ہی چلنا ہے ، ایک دم خاموش ہے ۔ ہاتھیوں کے غول چپ چاپ کھڑے ہیں ۔ کان تک نہیں ہلاتے ۔ ساری دنیا سیتا کے منھ سے نکلے ہوئے بول سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہے ۔

سیتا — اگر یہ سچ ہے کہ میں تیرے سوا کسی کو دھیان میں نہیں لائی ، اے راگھو گھرانے کے چشم و چراغ ، اے وہ

جو دیووں اور دیوتاوں کی دنیا میں سب سے اونچا اوتار ہے، جس نے ہزاروں پہاڑوں کو اکھیڑ کر سمندر کے پانی کو دو حصوں میں بانٹ دیا اور جس نے باپ کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے آپ کو دنیا کا سب سے اہم آدمی بنا دیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ سیتا نے اس کے سوا کسی کو بھی دل میں جگہ نہ دی، اپنے بیاہ کے بندھن کو نبھائے رکھا، اپنی آنکھوں کی جوت کو، اپنے شبدوں کے رس کو کسی اور کے لئے صرف نہیں کیا، تو اے دھرتی ماتا، تم اپنے آتما کے زور سے کوئی شکل اختیار کر لو جسے سب دیکھ سکیں اور اپنی بیٹی کے من کی پاکی کی گواہی ساری دنیا کے آگے دے جاؤ۔

(سب سنسنی محسوس کرتے ہیں)

والمیکی — یہ کیا ہونے لگا، ہواؤں میں یہ خوفناک آوازیں سی کیا ہیں۔ پاتال کی گہرائیوں سے ایک گونج اٹھتی ہے جس سے ساری فضا کانپ جاتی ہے۔ پانی کے سوتے، اپنی کود پھاند سے تھک کر جیسے میدانوں میں رینگنے لگے ہیں۔ جھرنے اپنی ازلی خوشیوں سے ایسے ابلے پڑتے ہیں کہ ہر سو بہہ نکلے ہیں۔ بن کے پیڑ اپنی حدوں سے آگے نکل گئے اور سمندر کے پانی میں جھاگ آنے لگی ہے۔

ستیا، تیرے لئے یہ ساری علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ پھر ایک بار اسی طرح پکار بیٹی۔

(سیتا اپنا مکالمہ دہراتی ہے۔ ''اگر یہ سچ ......'')

[پس پردہ آواز]

بھگوان، تیرا، سب برہمنوں کا اور راگھو کے گھرانے کا بھلا کرے۔

دھرتی ماتا، جو سب کی سہائتا کرتی ہیں، اپنی جل بھومی سے سیتا کی پکار پر آ گئی ہیں۔ سیتا کی پکار سچی ہے۔

پانی سے ابھرتے ہوئے وہ اپنا ٹھوس وجود چھوڑ کر دنیا میں اتر آئی ہیں اور اپنی دیوتائی شکتی کے بل پر اس طرح ظاہر ہوئی ہیں کہ سب دیکھ سکیں۔

(سب سنتے ہیں اور حیرانی ظاہر کرتے ہیں)

والمیکی — اس کا کیا مطلب ہے — فضا میں یہ آواز کیسی — ایسی آواز نہ پہلے کبھی سنی اور نہ ایسی فضا پہلے کبھی دیکھی۔

یہ روشنی ساپوں کے ھدوں سے نکل رہی ہے۔ یہ ہوائیں پاتال سے آ رہی ہیں۔ ٹھنڈے کنول اپنی شرمیلی خوشبوؤں کے خزانے جیسے لٹانے لگے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دھرتی ماتا یہاں آ گئی ہیں۔ مہاراج اپنے ہاتھ ادب سے جوڑ لو — لکشمن تعظیم دو۔ کس اور لو، پھولوں کی بھینٹ چڑھاؤ۔

[دھرتی کی دیوی ظاہر ہوتی ہے پاتال کی پرتیں کھلتی ہیں۔ اس جیسی اور دیویاں بھی تھہ مگر چمکدار لباسوں میں پھولوں کی برسات کے ساتھ نمودار ہوتی ہیں]۔

سب — (ہاتھ جوڑے ہوئے)۔

تو ہی ہے جو دنیا کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تیرا جنم مقدس سانپ کے سر پر ہوا۔ پرانے دیوتاؤں نے تجھ ہی سے منہ مانگی شکتی پائی۔

دیو ہیکل وندھیا اور کیلاش تیرے دو جانور ہیں۔ او دیوی! گنگا تیرے گلے کی مالا ہے اور سمندر تیرے جوہری کنگن ہیں۔

اندرا اپنی برسات سے یگ کی تمام ضوورتیں تجھ میں پیدا کرتا ہے۔ تیری ہی گود میں لہلہلاتی کھیتیاں ہیں، بے شمار جیون ہیں۔

هم تیری تعظیم کرتے ہیں اے مقدس دیوی۔

(تعظیم کرتے ہیں)

دھرتی — (گرد و پیش پر نظر ڈالتے ہوئے) آہ! باوفا بیویوں کی آرزو بھی کیسی جاندار ہوتی ہے۔

جنک کی پتری نے مجھے پاتال کی ایسی گہرائیوں سے کھینچ بلایا ہے جس تک کسی سادھو، ساونت کی رسائی نہیں - سورج کی کرنیں جو آسمان اور زمین کو اجیالا کردیتی ہیں، ان گہرائیوں تک پہنچنے کا یارا نہیں رکھتیں - جہاں پہنچ کر گرودا کی رفتار بھی دھیمی پڑ جاتی ہے جس کی تیزی کے آگے کوئی قوت رکاوٹ نہیں بن سکتی -

سو، میں اسی سے بات کروں گی - سیتا، میری بچی میں تیری کیا سہائتا کروں ؟

سیتا — (حیرانی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے) آپ کون ہیں، شریمتی جی -

دھرتی — تو مجھے نہیں جانتی ؟

گیانی مجھے پر اسرار 'اوم' کا ساتھی سمجھتے ہیں - میں ہر جاندار اور بے جان کی جیو رکھشا کرتی ہوں - مجھ میں گھنے پیڑوں کے بن آباد ہوتے ہیں - مجھے پہچان سیتا - میں دھرتی کی پران ہوں اور تیرے بلانے پر آئی ہوں -

بیٹی، یہ سمجھ لے، تیری شکتی نے اک آن میں مجھے وشنو کی طرح یہاں کھینچ بلایا ہے -

سیتا — (ہاتھ جوڑتے ہوئے) مقدس دیوی — مجھ پر کرپا کرو اور دنیا کو جان لینے دو کہ تم نے میرے کردار کو بے داغ پایا ہے -

دھرتی — تو یہ بات ہے (گرد و پیش پر نظر ڈالتی ہے) -

اے ساونتو، دیوو، سدھاؤ، گندھاروو، کنناروو، منشو اور اس علاقے کے رکھوالو — میری بات دھیان سے سنو -

تم سب کو معلوم ہو کہ سیتا کے خیال میں کبھی کوئی آدمی نہیں آیا - سوائے دسرتھ کے بیٹے رام کے -

[پھولوں کی آسمان سے برسات ہوتی ہے اور ڈھول بجتا ہے

سب — (خوشی سے) اوہ ، کیسی حیرت کی بات ہے۔ یہ سا علامتیں اس لئے ہیں کہ دھرتی ماتا ، اس کی پاکبازی گواہی دینے آئی ہیں ۔

ہواؤں میں جیسے ڈھول بج رہے ہیں ۔ آکاش پھولوں کی برکھا ہو رہی ہے ۔ نیلے نیلے گگن کی چھت جیہ سایہ کرنے کے لئے دیوی جی پر جھک آئی ہے۔

(پس پردہ آواز)

دسرتھ کی جئے ہو جس کا وچن ٹوٹا نہیں ۔ راما جئے ہو جونواں اوتار ہے۔ راگھو کی جئے ہو جس نے را کے دامن کو پھولے کی طرح بے داغ اور اجیارا پایا ہے۔

دھرتی — کیا اس سے سیتا کی پاکبازی ثابت ہو گئی — ؟

سب — (ہاتھ جوڑ کر) ۔

جنک کی لڑکی فطرتاً پاک باز ہے ۔ اس کی پاک بازی بہتان کی پرچھائیاں ابھر آئی تھیں ۔ مگر اب او دیوی نے انہیں اسی طرح صاف کر دیا جس طرح اماوس کی رو چاندنی کو نکھار دیتی ہے ۔

(سب تعظیم دیتے ہیں)

کاش اب یہ مل جائیں ۔

والمیکی — کوشلیا کے پتر سے میری پرارتھنا ہے کہ وہ سیتا کے پاک ہونے کا اب اقرار کریں ۔

راما — رشی کی جو آگھیا — پیارے لکشمنا ، اپنی بھابی کے چرن چھوؤ ۔

سیتا — (خوشی سے ہاتھ باندھتے ہوئے) میرے سوامی کی جئے ہو ۔

والمیکی — آہ — اقرار کا کیسا باوقار طریقہ ہے۔

۔ — (خوشی اور شرم سے) دیوی جی، یہ گنہہ گار لکشمن آپ ... پرنام کرتا ہے۔

— اپنے آپ کو برا کیوں کہتے ہو۔ بھگوان تمہیں جیتا رکھے تاکہ تم بڑوں کی اطاعت کیا کرو۔

یکی — اس طرح، پیارے رام، اب سیتا تمہاری ہے۔ اب تم خود اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لو اور اشومیدہ میں اس کی جگہ اسے دے دو۔

(راما شرم کا اظہار کرتا ہے)

یکی — چلو، شرم بہت ہو چکی۔ یگہ کو چھوڑ کر، راما اور اس کے سوئمبر کی کون سی بات لوگوں سے چھپی ہوئی ہے۔

— یہی ریت ہے اور یہی مہارشی کا حکم بھی (سیتا کا ہاتھ تھام لیتا ہے) ویدھا کی دیوی، دیوتاؤں نے دو کرپائیں تم پر کی ہیں۔ ان کی ایک کرپا کا پھل تو تمہیں مل گیا۔ اب دوسری کرپا کا پھل واس بھون میں ملے گا۔

تی — اب میدھ کی رسم میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ اندرا رت کے رت برکھا برساتا رہے۔ رام اور سیتا کا شبھ سنجوگ ہو چکا، اب پرجا پنتھیوں کے لئے وچار اور گھٹناؤں کا کوئی کارن نہیں رہا۔

(جاتی ہے اور غائب ہو جاتی ہے)

ا — یہ کیا دیوی چلی گئیں۔

میکی — دیویاں بہت دیر تک حاضر نہیں رہتیں۔

ا — مہارشی کی اجازت ہو تو میں لکشمن کو اپنا جانشین بنانا چاہتا ہوں۔

۔ — (ہاتھ جوڑ کر) اگر میرے بھیا مجھے شما کریں تو لکشمن، جس نے ہر دکھ اور خوشی میں بھائی کا ساتھ دیا ہے، یہ

پراارتھنا کرے گا کہ اس کی بجائے اس کا بھتیجا جانشین بنایا جائے۔

والمیکی — یہ شبد، اشوا کو نسل کے لئے نئے نہیں۔

راما — یہ ہو سکتا ہے۔ راما نے لکشمن کی بات کبھی نہیں ٹالی۔ اگر یہی میرے بھیا کی مرضی ہے تو یہی سہی۔ میں اسے پورا کروں گا۔ لکشمنا۔ جانشینی کی رسم کا سامان کرو۔

لکشمن — وہ تمام چیزیں جو ایسی رسم کے سمے ضروری ہیں سب کی سب دیوتاؤں نے مہیا کر دی ہیں۔

مقدس اندرا نے چاند کی اجلی چھتری سروں پر تھام رکھی ہے۔ گنگا اور ساکی کی ندیوں نے دو کنگن بنا دئے ہیں۔ لوگوں کا یہ ہجوم اپنے ہاتھوں میں سنہری پچکاریاں لئے ہوئے ہے۔ جس انداز سے یہ بھاگ سنور گئے ہیں۔ شاید

اسی انداز سے یہ رہت بھی انجام پا جائے۔

راما — تو ہمیں تیار ہو جانا چاہیئے۔

لکشمن — یہی میری تمنا ہے۔

راما — لکشمن ۔ تو ٹھیک ہے (والمیکی سے) مقدس پتا، کیا آپ اپنے پوتے کی جانشینی کی رسم انجام دیں گے۔

والمیکی — (پچکاری لئے ہوئے آگے بڑھتا ہے) اے ساکیتا کے رہنے والو، سنو، دھرتی کے کناروں تک پھیلے ہوئے رجواڑو، سپاھیو، دبھی شنا، سگریو، ھنومات اور سب، سن لو۔

متھلا کی رانی کا لڑکا کس آج کے دن راج کا وارث قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔

آکاش سے اندرا کی دعائیں، پاتال سے واسو کی اور دھرتی سے من دھاتری کی دعائیں اس کے ساتھ ہوں۔

(پس پردہ چیخ پکار)

چکر ورتی مہاراج کی جئے ہو ، چکر ورتی مہاراج کی جئے ہو ۔

— بھگوان تیری کرپا — میری سب سے بڑی تمنا آج پوری ہوئی ۔

— لکشمن ، تمہاری تمنا تو پوری کر دی گئی ۔

(سب خوشی کا اظہار کرتے ہیں)

— (کس سے) آپ کی اجازت سے مہاراج ، میں لو کو آپ کا جانشین بنانا چاھتا ہوں ۔

— جیسا آپ چاھیں پتا جی ۔

— بڑی خوشی کے ساتھ — (پچکاری اٹھاتا ہے) ۔

چکرورتی مہاراج کس کے حکم کے مطابق ان کے چھوٹے بھائی لو کو ان کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے ۔

(سب خوشی کا اظہار کرتے ہیں)

یکی — اب میں آپ کی اور کیا مدد کر سکتا ہوں ۔

— آپ کی کرپا سے مہارشی ، میری بیوی کے دامن سے شک اور شبہ کا داغ مٹ گیا اور یگ میں وہ میرے ساتھ ہو گئی ۔ میرے دونوں بچوں کو دنیا بھر کا راج سونپ دیا گیا ۔ اب اس سے زیادہ ہم کیا کرپا کی بھیک مانگ سکتے ہیں ۔

ہم آپ کے داس ہیں ۔ اب آگھیا دیجئے ۔

— ان تمام باتوں سے ہٹ کر میری دعا ہے ۔

سیوا ، برھما اور وشنو ، آگ پانی اور ہوا ، پاتال اور آکاش اور چاروں ویدوں کی سمندر جیسی بے انت دولت ، ایسے گیانی جو اپنے گیان کے پکے ہوں اور ایسی رشی جو اپنی سادھناؤں میں پورے اترے ہوں ، اپنے اپنے فیضان سے اس راجہ کی سہائتا کریں اور اس کی ساری پرجا خوش حال رہے ۔

ڈراپ

سماپت ہوا ۔

٢٥-١٠-٨٥ ع
رات جو 11-30 بجے [illegible]
اسپتال کے وارڈ میں پڑھ کر پورے کئے [illegible]
[illegible] ۔